Ahmadiyya Markazi Library
Receipt No 6[illegible]
Date 29/1/8[illegible]

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3.

جلد ۳۵
شمارہ ۴۸

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ وانتم اذلۃ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

ایڈیٹر:-
خورشید احمد انور
نائبین:-
بشارت احمد حیدر
شکیل احمد طاہر

شرح چندہ
سالانہ ۳۶ روپے
ششماہی ۱۸ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۱۲۰ روپے
فی پرچہ ۷۵ پیسے

THE WEEKLY "BADR" QADIAN—143516

۲۴ ربیع الاوّل ۱۴۰۷ھ | ۲۷ نبوت ۱۳۶۵ ہش | ۲۷ نومبر ۱۹۸۶ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۳ نبوت (نومبر)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارے میں ہفتہ زیرِ رپورٹ کے دوران کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ احباب کرام اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے بالالتزام دعائیں جاری رکھیں۔

● — محترمہ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کمزور چلی آرہی ہے۔ احباب حضرت سیدہ ممدوحہ کی کامل و عاجل صحت یابی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

● — محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب بہتر ہو رہی ہے۔ قارئین سے سیدہ موصوفہ کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

● — مقامی طور پر محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان مع جملہ درویشانِ کرام و احباب جماعت بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ؎

مرکزِ احمدیت قادیان میں

جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت اور کامیاب انعقاد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے مختلف اہم پہلوؤں پر علماءِ سلسلہ کی پُر مغز تقاریر

رپورٹ مرتبہ: مکرم مولوی محمد یوسف صاحب انور مبلغِ سلسلہ حال مقیم قادیان

حسبِ سابق امسال بھی یومِ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قادیان دارالامان میں پوری شان اور عقیدت سے منایا گیا جس کے لئے جملہ ادارہ جات صدر انجمن احمدیہ میں تعطیل رہی۔

مورخہ ۱۶/۱۱/۸۶ بروز اتوار صبح ٹھیک ۹½ بجے مسجد اقصیٰ میں جلسہ سیرت النبی صلعم زیرِ صدارت محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے۔ ناظرِ اعلیٰ قادیان منعقد ہوا جس میں احباب و مستورات نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ خواتین کے لئے پردہ کا مناسب انتظام کیا گیا تھا۔ جلسہ کا آغاز تلاوتِ قرآنِ پاک سے ہوا۔ جو مکرم قاری نواب احمد صاحب گنگوہی نے کی۔ بعدہٗ مکرم رفیق احمد صاحب مدراسی متعلم مدرسہ احمدیہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجد آفریں نظم ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنائی۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد نے بعنوان

"اطاعتِ رسولؐ محبتِ الٰہی کے حصول کا واحد ذریعہ ہے"

کی۔ موصوف نے آیتِ قرآنی قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم میں وہ تمام کمالات اور اخلاقِ فاضلہ جمع کر دیئے ہیں جو دیگر انبیاء میں متفرق اور منفرد رنگ میں پائے جاتے تھے اسی وجہ سے آپؐ آیتِ قرآنی دَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى کے مطابق خدا اور اس کی مخلوق کے درمیان ایک وسیلہ بن گئے۔ یعنی آپؐ کی اتباع کے بغیر صراطِ مستقیم کا ادنیٰ درجہ بھی اب کوئی حاصل نہیں کرسکتا کجا یہ کہ محبتِ الٰہی حاصل کر سکے۔ کیونکہ آنحضرت صلعم بلند ترین اخلاق پر فائز ہیں اور آپؐ کو مقام خاتم النبیین عطا کیا گیا ہے جس میں یہ پیشگوئی تھی کہ اب آئندہ اُمتِ محمدیہ سے باہر کوئی شخص بھی آنحضرت صلعم کی غلامی سے آزاد ہو کر قُربِ الٰہی کا کوئی مقام حاصل نہیں کرسکے گا۔ اور اس کا زندہ ثبوت اُمتِ محمدیہ میں پیدا ہونے والے ہزاروں اولیاء کرامؒ اور موجودہ زمانہ میں مسیح موعودؑ کی بعثت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے برملا اس بات کا اظہار فرمایا کہ اگر دُنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے اور میں آنحضرت صلعم کی اتباع نہ کرتا تو پھر بھی یہ شرفِ مکالمہ و مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ فاضل مقرر نے اسی تسلسل میں بیان کیا کہ اخلاقِ محمدی ہی موجودہ زمانے میں اُمتِ محمدیہ کے تمام فرقوں کیلئے ایک معیار ہیں اسی سے پرکھا جاسکتا ہے کہ کون آنحضورؐ کا سچا پیرو ہے اور کون اخلاقِ محمدی سے عاری ہے۔ جماعت احمدیہ بفضلہٖ تعالیٰ اخلاقِ محمدی کا نمونہ پیش کر رہی ہے۔ جبکہ ہمارے مخالف اس سے کوسوں دور ہیں۔

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۲ پر)

جلسہ سالانہ قادیان

۱۸-۱۹-۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۶۵ ہش / ۱۹۸۶ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال جلسہ سالانہ قادیان ۱۸-۱۹-۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۶۵ ہش / ۱۹۸۶ء کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرماتے ہوئے فرمایا:-

"اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے اور پہلے سے بڑھ کر اپنی برکات اور افضال نازل فرمائے اور یہ جلسہ ہر لحاظ سے اپنی شان میں پہلے سے بڑھ کر ہو۔"

احباب اس عظیم روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے تیاری شروع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ احباب کو پہلے سے بھی زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۶ء میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"
(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
پیشکش:- عبدالرحیم و عبدالرؤف، مالکان حمید ساڑی مارٹ۔ صالح پور کٹک (اڑیسہ)

ملک صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان ؎

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۷ نبوت ۱۳۶۵ ہش

دینِ فطرت کی طرف ۲

"وِدھوا کے پُنر وِواہ" یعنی عقدِ بیوگان کا پاکیزہ تصور دُنیا کو خالصتاً اسلام کی دین ہے۔ جو فکر و ذہن ہی کو اپیل نہیں کرتا بلکہ فطرتِ صحیحہ اور انسانی معاشرہ کے تقاضوں کے بھی عین مطابق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنی پراچین سنسکرتی اور ہزارہا سال پُرانی تہذیب پر فخر کرنے والی اقوام جو کل تک حالات کی ماری ہوئی بدنصیب بیواؤں سے انسانیت کے ناطے ہمدردی کرنے کی بجائے نحوست کا ایک متحرک سایہ سمجھ کر اُن کے تئیں دلی نفرت اور بیزاری کا اظہار کرتی تھیں آج وہ بھی اپنی تمام مذہبی روایات اور رسوم و رواج کو بالائے طاق رکھ کر اس حقیقت کا اقرار کرنے پر مجبور ہیں کہ سہاگنوں کی طرح بیواؤں کو بھی سماج میں عزت کے ساتھ زندگی بسر کرنے اور اپنے مستقبل کے بارے میں فیصلہ کرنے کا حق ہے۔ اندریں بارہ جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں اُردو روزنامہ "ہند سماچار" جالندھر میں ہندوستان کے سبھی طبقوں کی طرف سے اظہارِ خیال کا ایک مفید سلسلہ گزشتہ کچھ ہفتوں سے جاری ہے۔ بحث میں حصہ لینے والوں نے اپنے خطوط میں چونکہ جابجا ٹھیٹھ ہندی الفاظ استعمال کئے ہیں اس لئے ہم اپنے غیر ہندی قارئین کی سہولت کے پیشِ نظر ان عبارتوں کے مفید مطلب حصّوں کو اُردو کا جامہ پہنا کر درج ذیل کر رہے ہیں۔ تا انہیں علم ہو سکے کہ آج کا ہندو سماج اپنے فرسودہ مذہبی عقائد اور دقیانوسی طور طریقوں کو خیرباد کہہ کر کس طور سے قرآنی تعلیمات کی جامعیت پر مُہرِ تصدیق ثبت کر رہا ہے۔ تو لیجئے سب سے پہلے ۴ نومبر کے "ہند سماچار" میں پیش کئے گئے خیالات ملاحظہ فرمائیے:۔

● — نامور ادیب ڈاکٹر گورنام سنگھ تیر کی بیٹی کماری بتو تیر کا کہنا ہے کہ ہندوستانی سماج میں ہندوؤں کے لئے اس قسم کی بے شمار دیواریں کھڑی ہوئی ہیں جنہیں نئی نسل کو توڑ دینا چاہیئے۔ کانٹوں سے بھری زندگی کے لمبے سفر میں اگر کوئی اپنے ہمسفر سے بچھڑ جائے تو کیا اُسے ویرانی کو اپنا لینا چاہیئے؟ ہرگز نہیں۔ اُسے دوسری شادی کا پورا اختیار ہے۔ معاشرے کے کھوکھلے اُصول تو ایسے حوادث کو تقدیر کا نام دے کر انسان کو تنہائی میں چلنے کا راستہ بتاتے ہیں۔ سماج کے ٹھیکیدار یہ بھول جاتے ہیں کہ وہ انسان کو ایک زندہ لاش بننے کے لئے مجبور کر رہے ہیں۔ عقدِ ثانی پر نکتہ چینی کرنے والوں کو اپنی غلطی کا احساس تب ہوتا ہے جب وہ خود کسی ایسے ہی اذیت ناک حادثہ کا شکار ہوتے ہیں.... انسان کے لئے عقدِ اوّل کی طرح عقدِ ثانی بھی ایک پاکیزہ بندھن ہے۔ جس میں بندھ کر زندگی خوشی کے گہوارے میں بسر کی جا سکتی ہے۔

● — مشہور کہانی کار اور ناول نویس سردار بھوپندر سنگھ اے ڈی سی پٹیالہ کی رائے ہے کہ بلندیوں کو چھونے کا عزم و حوصلہ رکھنے والے مردوں اور عورتوں کی ہمت زندگی کے اس موڑ پر پہنچ کر ٹوٹ جاتی ہے۔ جہاں اُن کا رفیقِ سفر بچھڑ جاتا ہے۔ وہ سوچتے ہیں کہ اب کس کی خاطر محنت و مشقت اُٹھائیں؟...... خاص طور سے مردوں میں دیکھا گیا ہے کہ وہ شراب کے عادی ہو جاتے ہیں اور اپنی باقی ماندہ زندگی بھی برباد کر دیتے ہیں۔ اس قسم کے مرد اور عورتیں اگر دوبارہ شادی کے بندھن میں بندھ جائیں تو اُن کی زندگی برباد ہونے سے بچ سکتی ہے اور زندگی میں خوشیاں واپس آ سکتی ہیں۔

● — جگجیت سنگھ وردی چیف ایڈیٹر روزنامہ "چڑھدی کلا" پٹیالہ کی دھرم پتنی شریمتی جسوندر کور وردی لکھتی ہیں کہ جو عورت بیوہ ہو جاتی ہے اُس کے لئے سارا سماج اندھیرے میں بدل جاتا ہے۔ خاوند کے نہ رہنے سے اس پر نئی نئی پابندیاں لگ جاتی ہیں.... ایسی حالت میں بیواؤں کو دُنیا شک کی نگاہ سے بھی دیکھتی ہے۔ مرد بیوی کے مرنے پر بلا جھجک دُوسرا ہی نہیں بلکہ تیسرا اور چوتھا بیاہ بھی رچا لیتا ہے۔ میرے خیال میں ہر بیوہ خاص طور سے کم عُمر والی کو ضرور دُوسری شادی کر لینی چاہیئے۔ کیونکہ اُسے بھی جسمانی، ذہنی اور معاشی طور پر ایک رفیقِ زندگی کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی ایک غیر شادی شُدہ لڑکی کو ہوتی ہے۔

● — سامانہ کے مشہور جیوتشی شانتی کمار جین کہتے ہیں کہ پُرانے زمانے کے دستور اور آج کے رسم و رواج بدل چکے ہیں۔ وہ بھی زمانہ تھا جب بیوی اپنے خاوند کے مرنے پر اُس کے ساتھ ہی چتا میں جل جاتی تھی۔ یہ رسم "ستی" کے نام سے معروف تھی۔ لیکن آج زمانہ بدل چکا ہے۔ غلامی کی زنجیریں ٹوٹ چکی ہیں۔ ہندوستان کے آئین نے مرد و عورت کو برابر کے حقوق دیئے ہیں۔ ہر مرد اور عورت کو اختیار ہے کہ وہ دُوسری شادی کرلے..... میرے خیال میں کسی خانہ برباد مرد یا بیوہ کے زخموں پر مرہم لگانے کا سب سے بہتر ذریعہ یہی ہے۔

۱۱ نومبر کے "ہند سماچار" میں خیال آرائی کرنے والے سجنوں نے بھی اس موضوع پر مثبت اندازِ فکر اپنایا ہے۔ مثلاً:۔

● — دیال چند نارنگ سونی پت رقمطراز ہیں کہ خانہ برباد مرد اور بیوہ دونوں کو یکساں طور پر حق حاصل ہے کہ وہ اپنی ساری زندگی کو پہاڑ جیسی نہ بنا کر دُوسرا بیاہ کر لیں۔ مگر بیوہ کے معاملہ میں آج بھی چار مہادوت سر اُٹھا لیتے ہیں (۱) پُرانی باتیں (۲) پُرانے بزرگ (۳) پُرانے پنڈت (۴) اندھے عقائد — ان کی وجہ سے ہی بیوہ کو ساری زندگی بے حالی و پریشانی کاٹنی پڑتی ہے۔ مگر آج زمانہ بدل چکا ہے اور لڑکیاں پڑھی لکھی ہونے کی وجہ سے زمانے کے خدوخال کو بخوبی پہچانتی ہیں۔

● — شری بلراج پُوری امرتسر کا خیال ہے کہ اگر مرد دوسری شادی کرلے تو سماج اُسے کوئی الزام نہیں دیتا لیکن عورت کو دوسری شادی کی اجازت دینے کو تیار نہیں۔ اس کے لئے دانشور افراد اور حکومت کو آگے آنا چاہیئے۔

● — رام لال بجاج سابق میونسپل کمشنر جالندھر لکھتے ہیں کہ ہندو سماج کو جہیز اور عقدِ بیوگان جیسے بیشمار توہمات سے واسطہ پڑ رہا ہے مگر وہ آنکھیں بند کر کے مکھی پر مکھی مار رہا ہے۔ جب بھی معاشرے کی اِصلاح کا بیڑہ اُٹھانے والوں نے اس کے خلاف آواز اُٹھائی تو رجعت پسند پُرانے ہندو بزرگ لٹھ لیکر اور دھرم کا واسطہ دے کر اُن کو ناکام کرنے کے درپے ہو گئے..... جہاں تک کسی بیوہ یا خانہ برباد مرد کی دوسری شادی کا تعلق ہے یہ سماج کی ترقی کے لئے اہم قدم ہے۔ جو آزادی ہم نے برسوں بعد لی ہے اگر ہم نے اپنی سماجی بُرائیوں کو دُور نہ کیا تو ہم اسے بھی کھو دیں گے۔

● — امرتسر کے سرکردہ دانشور بی۔ بی۔ جوشی کہتے ہیں کہ بھارت ورش کے جہان سنتوں، رشی منیوں اور پیشواؤں نے ہندو قوم کے لئے جو رسم و رواج اپنی مذہبی کتب میں صادر کئے ہیں وہ اُس زمانہ کے تہذیب و تمدن کے موافق تو خیال کئے جاتے تھے۔ مگر جونہی زمانے نے کروٹ بدلی تو جو لوگ نبض شناس اور دانشور تھے اُنہوں نے حتی المقدور ان بوسیدہ اور ناقابلِ عمل رواجوں کے خلاف احتجاج کیا۔ ان میں پہلی رسم "ستی" تھی.... بنگال میں لڑکی کے بیوہ ہو جانے کی صُورت میں اُس پر جو ستم ڈھائے جاتے رہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں..... سُسرال والے یہی خیال کرتے تھے کہ یہ لڑکی ہمارے لڑکے کو کھا گئی۔ اُسے گھر کے کسی نیک کام میں حصہ دار نہیں بناتے تھے۔ بلکہ اُس کے بال کٹوا کر کال کوٹھڑی میں بند کر دیتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ لڑکیاں تنگ آکر سُسرال اور ماں باپ کی شرم کو بالائے طاق رکھ کر چکلے کا سہارا لیتی تھیں۔ جس کے سبب کلکتہ میں ہندوستان کے سب سے زیادہ بدکاری کے اڈے تھے۔ کیا نئی بیاہی بیوہ کے کوئی ارمان نہیں؟ کیا اُس کا دل بھی بیوہ ہو جاتا ہے؟ اور کیا اُس کی اُمنگوں کا چراغ بُجھ جاتا ہے؟ ہمارے سماج میں یہ ظلم کب تک روا رہے گا؟ میری ذاتی رائے ہے کہ بیوہ کا دُوسرا بیاہ ضروری ہے۔

ہم اپنے اِس نوٹ کو مندرجہ بالا آراء تک ہی محدود رکھنا چاہتے تھے کہ ۱۸ نومبر کے "ہند سماچار" میں اس سلسلہ وار مضمون کی تیسری قسط بھی منظرِ عام پر آگئی۔ (باقی دیکھئے صفحہ ۱۵ پر)

سب جہاں دیکھے کہ مومن لیکے قرآن اُٹھے

شمع رُوحانی بُجھانے، کتنے طوفان اُٹھے — نُور کو نیچا دِکھانے، کتنے بُحران اُٹھے
ثانی کی دیپ مالا جب بھی روشن ہوگئی — تیرہ باطن، سرپھرے کچھ فتنہ سامان اُٹھے
قصرِ اسلام کی بُنیادیں ہلانے کے لئے — جوش سے مشرک اُٹھے، شاہان ساسان اُٹھے
مہرِ امن و آشتی جب پا گیا شانِ ضحیٰ! — خس و خاشاک اُڑانے مُردہ رُہبان اُٹھے
امن دُشمن طاقتوں نے جب بڑی یلغار کی — جان کی بازی لگانے اہلِ ایمان اُٹھے
"قدس" کی جانب جو رُہبان و بطارِق بڑھے — حضرت سُلطان صلاح الدین بصد شان اُٹھے
جب کبھی بھی کذب نے لیں موت کی انگڑائیاں — صدق فاتح ہوگیا، صادق جو شادان اُٹھے
صد مبارک ہو اشاعت کی یہ تکمیل کا دور — روکنے کو ہر کہیں ابنائے شیطان اُٹھے
مہدیٔ موعود نے اسلام پھر زندہ کیا — ہر مکاں سے کذب کے حامی پریشان اُٹھے
دُوسری قدرت کے اِس بحمد مبارک دَور میں — مال و جاں قربان کرنے کتنے اِنسان اُٹھے
ہر کہیں ہر دیس میں تائیدِ ایزد کے طفیل — مبحثوں سے سُرخ رُو دائم بہ بُرہان اُٹھے
صدقِ اسلام کے بُرہان و دلائل دیکھ کر — دُشمنانِ دین ہر میداں سے حیران اُٹھے
سرکشی پھر آدمیت سے ہے پنجہ آزما — جامۂ ابلیس میں پھر کتنے ہامان اُٹھے
شومیٔ قسمت سے برقانی بنے کرسی نشین — فتنہ سامان پیر شیطاں کے پہلوان اُٹھے
فتح و نصرت کی گھڑی نزدیک تر ہے دوستو! — ظُلم کے لاشے وہ دیکھو سوئے اَستھان اُٹھے
وہ ملالہاتِ تحریک یاد ہیں جو آپ کو — دیکھ کر ہر جا سے دانشور ثنا خوان اُٹھے

دِل کی چاہت ہے کریں ہم روز و شب اُن پر عمل
سب جہاں دیکھے کہ مومن لے کے قرآن اُٹھے

محتاجِ دُعا۔ خاکسار عبدالرحیم راٹھور

اِس وقت اِسلام کی ٹکّر مغربی تہذیب سے ہے

اِس لئے اِسلامی تہذیب کو مغربی تہذیب پر فائق کر کے دِکھائیں!

خدا تعالیٰ کی محبّت کے نتیجہ میں ہی خُدا تعالیٰ کے فضل آپ پر نازل ہوں گے!

سیّدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بصیرت افروز خطباتِ جمعہ کا ملخّص

خُلاصہ خُطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ تبوک (ستمبر) ۱۳۶۵ ہش / ۱۹۸۶ء بمقام احمدیہ مشن ہاؤس "النّصرت" مانٹریال۔ کینیڈا

تشہد، تعوذ اور سُورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آیتِ کریمہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا کی تلاوت فرمائی۔ اور فرمایا، آج کے خطبہ کے لئے مَیں نے تربیتی مضمون چُنا ہے۔ اِس آیتِ کریمہ سے بظاہر اِس کا تعلق دکھائی نہیں دیتا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ آیت اُمتِ محمدیہ کی تربیت سے بہت گہرا تعلق رکھتی ہے۔

ٹورنٹو میں ایک مخلص خاتون نے پردہ کے بارہ میں سوال کیا تھا۔ اس کے سوال میں طعن کا رنگ تھا۔ اس بچی کا سوال اِس لائق ہے کہ اس پر توجّہ دی جائے۔ سوال یہ تھا کہ پردہ پر جو زور دیا جاتا ہے اس پر عمل یوں ہوتا ہے کہ مشن ہاؤس میں تو خواتین سر ڈھانپ لیتی ہیں اور پردہ کا ادنیٰ معیار پورا کر رہی ہوتی ہیں۔ لیکن جب باہر جاتی ہیں تو خوب سج دھج کر جاتی ہیں۔ اور پردہ کا قطعاً خیال نہیں کرتیں۔

مَیں نے کئی مرتبہ جماعت کو اِس طرف متوجّہ کیا ہے لیکن مغربی دُنیا میں خصوصیت سے یہ مضمون بار بار یاد دہانی کے لائق ہے، پردہ کے بارے میں ہماری خواتین کے دو گروہ ہیں۔ (۱) جو پاکستانی طرز کے پردہ میں ملبوس برقعہ کی پابند ہیں (۲) جو پردہ سے باہر نکلنے کے آخری کنارہ پر کھڑی ہیں۔ جب نصیحت کی جاتی ہے وہ چادر لے لیتی ہیں اور جب نصیحت میں ذرا دیر ہو جاتی ہے وہ چادر اُتار لیتی ہیں۔ جس سوسائٹی میں وہ ہیں وہ حالات مختلف ہیں۔ وہ باغیانہ خیالات کا اظہار تو نہیں کرتیں لیکن اُن کے دل مطمئن نہیں۔ اور اُن میں لوٹ جانے کا رُجحان قائم رہتا ہے۔ پہلے گروہ کے دو حصّے ہیں۔ اوّل جو خود پردہ کی پابند ہیں اور دوسروں کے لئے دُعا کرتی ہیں۔ یہی ہیں جو سابقات کہلانے کی مستحق ہیں۔ دُوسرے وہ ہیں جو نادانی کے نتیجہ میں یا نیکی کے تکبّر میں مبتلا ہو کر جماعت کی دیگر خواتین کو چرکے لگاتی ہیں۔ اور وہ اپنی اس نیکی کو کہ وہ پردہ کر رہی ہیں اسلام پر ایک احسان سمجھتی ہیں نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اِس نیکی کی توفیق بخشی ہے۔

تربیت میں نفرت اور غصّہ کا کوئی کردار نہیں

حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نیکی کے اعلیٰ مقام پر متمکن فرمایا ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے اِنِّیْ بُعِثْتُ عَلٰی مَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ میں چوٹی کے اخلاق پر فائز کیا گیا ہوں۔ اخلاق ایک نسبتی چیز ہے۔ اخلاق کا سفر ایک لامتناہی سفر ہے اِس پہلو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر ہر شخص بداخلاق ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر شخص کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تو وہ ہرگز ہرگز تربیت نہ کر سکتے۔ آپؐ رحمۃٌ للعالمین تھے۔ آپؐ نے محبّت اور پیار سے ہر فردِ واحد کی تربیت کی۔ اور ہر ایک پر رحمت کی نظر ڈالی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو بے جان چیزوں سے بھی محبّت اور پیار تھا۔ حضور صلعم شروع میں درخت کے تنے کا سہارا لے کر خطبہ دیا کرتے تھے، جب منبر بن گیا تو آپؐ نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپؐ دوبارہ درخت کی طرف تشریف لے گئے اور آپؐ نے درخت کے درد کو محسوس کیا۔ جو اُس نے آنحضرت صلعم کی دُوری کی وجہ سے محسوس کیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم نے تربیت کرنی ہے تو ہمیں رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے تربیت کا طریق بھی سیکھنا ہوگا۔ تربیت میں نفرت اور غصّہ کا کوئی کردار نہیں۔ اور اس سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔

اِسلامی تہذیب کو مغربی تہذیب پر فائق کر کے دِکھائیں

حضور نے فرمایا، مَیں دوبارہ پردہ کے مضمون کی طرف آتا ہوں۔ احمدی خواتین پر مغربی تہذیب میں بہت بڑی ذمّہ داری ہے۔ نیکی دراصل وہی ہے جو باقی رہ جاتی ہے۔ باقیاتُ الصالحات میں یہی مضمون بیان کیا گیا ہے کہ نیکی وہ ہے جو بقا پانے کی اہلیت رکھتی ہو۔ ایسی خواتین جو پردہ کی پابند تھیں جب ان پر سے دباؤ اُٹھ گئے اگر ان کی پردہ کی پابندی والی نیکی قرآنی نیکی ہوتی تو وہ باقی رہتی۔ اور اُن سے کبھی بھی الگ نہ ہوتی۔ اس وقت اِسلام کی ٹکّر مغربی تہذیب سے ہے اِس لئے ضروری ہے کہ ہم اِسلام کی معاشرت اور اِسلام کی تہذیب کو مغربی تہذیب پر فائق کر کے دِکھائیں۔

اِسلامی تعلیم کے مُطابق پردہ ضروری ہے

حضور نے فرمایا، مَیں نے بارہا بتایا ہے کہ پردہ کے لئے برقعہ ضروری نہیں۔ برقعہ پردے کا ایک ذریعہ ہے۔ اور ہم نے برقعہ کو پردہ بنا لیا تھا۔ حالانکہ برقعہ بہت سخت پردہ ہے۔ اُس پردہ کی نسبت جس کا اسلام میں ذکر ہے۔ کئی جگہوں پر برقعہ پنجاب کے برقعہ سے بھی زیادہ سخت شکل میں موجود ہے۔ احمدیت کا برقعہ دوسرے برقعوں سے آسان ہے نسبتاً آسان ہے۔ ہم نے برقعہ کو پردہ بنایا ہُوا ہے۔ اس برقعہ کو چھوڑنے کے لئے طرح طرح کے عذر اور بہانے نفس نے تراشے اور احساسِ کمتری کی بناء پر برقعہ کو الگ کر دیا۔ یعنی پردہ چھوڑ دیا۔ دُنیا کیا کہے گی کہ کتنی پسماندہ اور غیر ترقی یافتہ یہ برقعہ پوش خواتین ہیں اور شرمندگی سے اپنی گردن کو جھکا دیا۔ اور پھر مغربیت کے اثر کے نیچے گردن جھکتی ہی چلی گئی۔

دوسری خواتین جو ہیں وہ بہانے تلاش کرتی ہیں اور ضد کرتی ہیں کہ ثابت کرو کہ قرآن میں برقعے کا کہاں ذکر ہے؟ دراصل وہ برقعے سے آزاد ہونا چاہتی ہیں۔ برقعہ ضروری نہیں، بے شک برقعہ چھوڑ دیں، لیکن اسلام کی تعلیم کے مطابق پردہ کر لیں۔ اور کسی کو کوئی حق نہیں کہ اُن پر اعتراض کرے۔ ہم اسی لئے بار بار توجّہ دلاتے ہیں کہ کم سے کم یہ پردہ ہے۔ تم اس سے زیادہ پردہ کی کوشش کرو۔ مَیں کم سے کم پردہ کے لئے کیوں کہتا ہوں کہ اس کے پیچھے پردہ کی ساری رُوح قائم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو پردہ کی رُوح بیان فرمائی ہے اس رُوح کی حفاظت کریں۔ اور اس رُوح کو نہ مرنے دیں۔

اَولاد کی تربیت کیلئے دس گُنا زیادہ محنت کی ضرورت ہے

فرمایا، نیکی کی طرف جانے کا راستہ ایک UPHILL TASK ہے۔ اور بدی کی طرف جانے کا راستہ نیچے جانے کا راستہ ہے۔ اگر ماں باپ اپنی اولاد کی تربیت پر دس گُنا زیادہ محنت کریں تبھی اولاد نیک رہ سکتی ہے۔ اگر آپ نیکی کی طرف دس قدم جائیں گے تو اولاد ایک قدم آگے جائے گی۔ اگر آپ بدی کی طرف یعنی نیچے کی طرف ایک قدم جائیں گے تو آپ کی اولاد دس قدم نیچے جائے گی۔ آپ اس بنیادی اصول کو یاد رکھیں کہ جب آپ نیکی کی طرف دس قدم اُٹھائیں گے تو اولاد صرف ایک قدم ہی آگے جائے گی۔ سوائے اس کے کہ آپ دس گُنا زیادہ محنت کریں۔

جماعتِ احمدیہ کا دعویٰ ہے کہ اس نے ساری دُنیا کو فتح کرنا ہے۔ ایسی قوم جس کا دعویٰ ہو کہ ساری دُنیا کو فتح کرنا ہے، جب اس قوم کے نمائندے غیر ممالک میں سفیر بنتے ہیں اُن کو مؤثر ہونا چاہیئے اور دُوسروں کو متاثر کرنا چاہیئے۔ اگر وہ خود متاثر ہونا شروع کر دیں تو ہم۔ ۔ ۔

شکست کی طرف ہو جائے گا۔

آنحضرت صلعم کو وہ مُہر دی گئی ہے جو ساری قوموں پر اثر ڈالنے والی ہے

فرمایا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آیت خاتم النبیّین میں خاتمیت کی جو تفسیر بیان فرمائی ہے اس میں بہت معارف ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کا اُمتِ محمدیہ کی تربیت سے گہرا تعلق ہے۔ حضور نے آیت خاتم النبیین کی تشریح بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلعم تم میں سے ایسے ویسے مردوں کے باپ نہیں بلکہ انبیاء کے بھی باپ ہیں۔ اور انبیاء کی شکل تشکیل کرنے والے ہیں۔ موجودہ زمانہ کے علماء کی تفسیر ناقص اور بے معنی ہے۔ مولانا مودودی کی تفسیر ہے کہ آنحضرت صلعم ایسی مُہر ہیں جو لفافہ پر لگتی ہے اور اس میں سے اندر آنا اور جانا ناممکن ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح ہر طرح کی نبوت آنحضرت صلعم کی مُہر نے بند کر دی ہے جماعت احمدیہ کی تشریح اور تفسیر کے مطابق آنحضرت صلعم وہ مُہر ہیں جو تصویر بناتی ہے۔ یاد رکھیں آنحضرت صلعم وہ خاتم الانبیاء ہیں کہ اُن کا اثر ہر قوم اور ہر گروہ پر پڑنے والا ہے۔ نہ کہ ان کی قوم اور اُمت پر دوسروں کا اثر پڑے۔ ہم تو اس مُہر کے قائل ہیں جو دُوسروں پر اثر کرنے والی ہے۔ تم کون سے مرد لئے پھرتے ہو جن کا محمدؐ باپ نہیں۔ محمدؐ وہ باپ ہیں جو سب کی اولادوں پر اثر ڈالنے والا ہے۔ تم آنحضرت صلعم کے مقام کو سمجھو اور غیروں سے اثر قبول کرنے والے نہ بنیں۔ ساری قومیں آنحضرت صلعم کی قوم کے زیر نگیں آنے والی ہیں۔ اپنی تہذیب کی قدروں کو سمجھیں اس میں ہی آپ کا سکون مضمر ہے۔ پس پردہ ہو یا دیگر اخلاقی تقاضے ہوں یہی وہ میدان ہے جس میں آپ نے فتح حاصل کرنی ہے۔

محبّت اور پیار سے نصیحت کرتے چلے جائیں

فرمایا، آپ آنحضرت صلعم کی خاتمیت کی حفاظت کریں۔ حفاظت کا حق ادا کریں۔ آنحضرت صلعم کا کتنا پیارا کلام ہے کہ ماؤں کے قدموں کے نیچے سے جنت حاصل ہوگی۔ محبت اور پیار سے نصیحت کرتے جائیں۔ اسی طریق سے کامیابی حاصل ہوگی۔ (انشاء اللہ)

خُلاصہ خُطبہ جُمعہ فرمودہ ۳ اِخاء (اکتوبر) ۱۳۶۵ ہش / ۱۹۸۶ء
بمقام کیلگری، البرٹا - کینیڈا

تشہد، تعوذ اور سُورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ آل عمران کی آیات نمبر ۱۹۱ تا نمبر ۱۹۵ کی تلاوت فرمائی جو مع ترجمہ درج ذیل ہیں:-

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۚ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَ یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَاۤ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖۗ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَ لَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝

آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے آگے پیچھے آنے میں عقلمندوں کے لئے یقیناً کئی نشان (موجود) ہیں۔ (وہ عقلمند) جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر اللہ کو یاد کرتے (رہتے) ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش کے بارے میں غور و فکر سے کام لیتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) اے ہمارے رب تُونے اس (عالم) کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا۔ تُو (ایسے بے مقصد کام کرنے سے) پاک ہے۔ پس تُو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا (اور ہماری زندگی کو بے مقصد بننے سے بچا لے) اے ہمارے رب! جسے تُو آگ میں داخل کرے گا اُسے تو تُو نے یقیناً ذلیل کر دیا۔ اور ظالموں کا کوئی (بھی) مددگار نہیں ہوگا۔ اے ہمارے رب! ہم نے یقیناً ایک ایسے پکارنے والے کی آواز جو ایمان (دینے) کے لئے بلاتا ہے (اور کہتا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ) سُنی ہے پس ہم ایمان لے آئے۔ اس لئے اے ہمارے رب! تو ہمارے قصور معاف کر اور ہماری بدیاں ہم سے مٹا دے اور ہمیں نیکوں کے ساتھ (ملا کر) وفات دے۔ (اور) اے ہمارے رب! ہمیں وہ (کچھ) دے جس کا تُو نے اپنے رسُولوں (کی زبان) پر ہم سے وعدہ کیا ہے اور قیامت کے دن ہمیں ذلیل نہ کرنا۔ تُو اپنے وعدہ کے خلاف ہرگز نہیں کرتا۔

پھر فرمایا:-

وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی مخلوق اور اس کے نشانوں پر غور کرتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ یہ سب خدا تعالیٰ نے بیکار نہیں بنائے۔ وہ اس زندگی کا مقصد پانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ دوسری طرف بعض ایسے لوگ ہیں جو خُدا تعالیٰ کے نشانوں کو دیکھ کر بھی سبق نہیں لیتے۔ اور سوچتے ہیں کہ وہ اپنے خُدا کو کبھی نہیں ملیں گے۔

فرمایا۔ خدا تعالیٰ نے یہ کائنات بے مقصد نہیں بنائی۔ بعض لوگ اِس دُنیا کو صرف مادی نقطۂ نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس دُنیا کے اموال حاصل کرنا ہی اُن کا مقصد ہوتا ہے۔ اس کے بعد ان کی کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ وہ اس بات پر بھی غور نہیں کرتے کہ اس دُنیا کو کس نے بنایا ہے۔

مغربی قوموں نے دُنیوی فوائد کیلئے کوشش کی تو اُسی میں کامیاب ہوئے

فرمایا۔ خدا تعالیٰ مکمل انصاف کرنے والا ہے۔ وہ لوگ جو اِس دُنیا کے مالی فوائد حاصل کرنے کے لئے کوشش کرتے ہیں، خدا تعالیٰ اُن کو عطا کر دیتا ہے۔ اُن کے دِل اُن کے مال کی وجہ سے مطمئن ہو جاتے ہیں۔ اور یہ حالات مغربی قوموں کے ہیں۔ انہوں نے اس دُنیا کے فوائد حاصل کرنے کے لئے پُورے ذرائع استعمال کئے اور اس دُنیا کا مال حاصل کر لیا۔ یہ خدا تعالیٰ کے قانونِ انصاف کے مُطابق ہُوا۔ کیونکہ ان قوموں نے غور و خوض کیا۔

اِسلامی قوموں نے غور و خوض سے کام نہ لیا تو پیچھے رہ گئے

فرمایا، اسلامی قوموں نے غور و خوض کی صلاحیتوں کو استعمال نہیں کیا۔ اس وجہ سے وہ پیچھے رہ گئے۔ مغربی قوموں نے اگرچہ اِس دُنیا کے نعماء تو حاصل کر لئے لیکن آخرت کے لئے اُن کے پاس سوائے جہنّم کی آگ کے کچھ نہیں۔ جو کچھ بھی انہوں نے حاصل کیا یہاں ہی رہ جائے گا۔ اُنہوں نے جو اِس دُنیا کے فوائد حاصل کئے وہ بھی جھوٹے ہیں۔ وہ آخرت میں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے۔ مغربی قوموں کو جب بھی موت کے بعد کی زندگی کے بارہ میں یاد کرایا جاتا ہے تو وہ اس کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے۔ ہم کس طرح دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔ یہ ممکن نہیں ہے۔ فرمایا، خُدا تعالےٰ کا انصاف ہر ایک پر پُورا ہوتا ہے۔ ہر وہ شخص جو دیانتداری سے کوشش اور محنت کرتا ہے خواہ وہ ایمان لانے والوں میں سے ہے یا نہیں، خُدا تعالےٰ اُس کو اجر دیتا ہے۔ اگر خُدا تعالےٰ ایمان نہ لانے والوں کو بھی اُن کی کوششوں کا اجر دیتا ہے تو ایمان لانے والوں کو وہ اجر کیوں نہ دے گا۔

مغربی ممالک میں آباد ہونیوالے مُسلمانوں کی ایک خطرناک غلط فہمی

فرمایا، بہت سارے مُسلمان جو مغربی ممالک میں آکر رہائش پذیر ہوتے ہیں وہ اُن قوموں کی اقدار سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ وہ اُن کے دُنیاوی جاہ و جلال کو دیکھ کر سوچتے ہیں کہ یہ لوگ صحیح راستہ پر ہیں۔ اور اس طرح سے وہ اسلامی روایات اور اقدار کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔

فرمایا، آپ کو اِس بات کا فیصلہ کرنا پڑے گا کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔ اِس دُنیا کا مال بھی اور آخرت کا مال بھی۔ آپ کو سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ اِس دُنیا کے بعد بھی ایک دُنیا ہے۔

"خُدا تعالیٰ کے فیصلہ کا وقت قریب ہے اُس سے ڈرو اور توبہ کرو!"
(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۱۹)

پیشکش:- گلوب ربر مینوفیکچررس ۲/۱ رابندرا سرانی کلکتہ ۷۰۰۰۷۳ ... فون:- 27-0441 گرام:- "GLOBEXPORT"

قرآن مجید یہ نہیں کہتا کہ آپ اس دُنیا کو کلیۃً چھوڑ دیں۔ خدا تعالےٰ مادی اموال اور روحانی اموال میں ایک توازن قائم کرنا چاہتا ہے۔ یہ خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ اگر تم روحانی اموال کو حاصل کرنے کی سچے دل سے کوشش کرو گے تو دُنیاوی اموال تمہارے پیچھے آئیں گے۔

اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو خدا تعالیٰ کا دوست بنا دیں

فرمایا۔ آپ خدا تعالےٰ کے دوست بن جائیں۔ اولیاء اللہ بن جائیں۔ جب آپ کسی کو دوست بناتے ہیں تو کیا آپ اُس کو کسی چیز کا آدھا حصہ دیں گے۔ ایسا دوست جس کے ساتھ آپ کو محبت ہے۔ اگر اُس کو پورا حصہ دیں گے تو وہ نہ صرف پورا آپ کو لوٹا دے گا بلکہ اُس سے زیادہ واپس دے گا۔ احمدیوں کو خدا تعالےٰ کے ساتھ پورا اور مکمل تعلق پیدا کرنا چاہیئے۔ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کا دوست بناؤ۔ نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ اپنے بچوں کو بھی تلقین کرو کہ خدا کے ساتھ دوستی قائم کرو۔ ان کو روزانہ بتاؤ کہ خدا تعالےٰ ہی سب کچھ ہے۔ اس سے تعلق پیدا کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر آپ کو جوتے کا تسمہ چاہیئے تو خدا سے مانگو۔ جب بھی کسی شئی کی ضرورت ہو تو خداوند کریم سے مانگو۔ ہر وقت خدا تعالےٰ کے بارہ میں سوچو۔ اس طرح ایک رجحان پیدا ہو جائے گا۔ پھر آپ کو خیال آئیگا کہ مانگ تو رہا ہوں لیکن میں خدا تعالےٰ کو دے کیا رہا ہوں۔

فرمایا۔ محبت ایک ایسا جذبہ ہے جو راستے بھی دکھاتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ سے محبت ذاتی نہیں تو پھر آپ ہر وقت دنیاوی باتوں سے ڈرتے رہیں گے۔ احمدیوں کو خدا تعالےٰ سے محبت پیدا کرنی ہوگی پھر اس محبت کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ کے فضل آپ پر نازل ہونگے۔

خُلاصہ خُطبہ جُمعہ فرمودہ ١٠ اخاء (اکتوبر) ١٣٦٥ ہش / ١٩٨٦ء
بمقام مسجد فضل لندن

اکیس (٢١) روزہ دورہ کینیڈا کے بعد انگلستان واپسی

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ آج میں تقریباً اکیس دن کے بعد دوبارہ یہاں جمعہ کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ ان دنوں میں انگلستان سے دُوری کا احساس رہا۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ جس طرح یہاں ساری دُنیا سے ڈاک ملتی ہے اور ساری دُنیا سے رابطہ رہتا ہے اُس طرح دیگر ممالک میں رابطے کی ایسی سہولت اور ایسی باقاعدگی نہیں اور خصوصاً اس سفر میں ایک لمبے عرصے کے بعد مجھے گذشتہ ڈاک دیکھنے کا موقع ملا ہے۔

فرمایا۔ سب خط لکھنے والوں کو جواب میں تاخیر ہونے پر معذرت خواہ ہوں۔

پھر فرمایا۔ دوسرے جماعتی خبروں سے جو تعلق کٹ جاتا رہا ہے اگرچہ اہم خبریں مل جاتی رہی ہیں۔ اس کی وجہ سے محرومی اور بنیادی طور پر ہلکا سا کٹ جانے کا احساس رہا۔

جماعت کینیڈا پر اظہار خوشنودی

فرمایا۔ جہاں تک دورہ کینیڈا کا تعلق ہے یہ اپنی ذات میں نہایت ہی ضروری تھا اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس کے نتیجے میں جماعت کی ترقی کے بہت سے سامان پیدا ہوں گے۔ دورہ خدا کے فضل سے نہایت مصروف تھا اور اس خیال سے کہ بار بار موقع نہیں مل سکتا جماعت نے [illegible] میرے وقت کا بہترین استعمال کرنے کی کوشش کی۔ اندرونی اور بیرونی رابطے کے لحاظ سے اس دورے کا مجھ پر بڑا اچھا اثر پڑا ہے۔ جماعتی طور پر بھی کہ جماعت کینیڈا نے گذشتہ چند سالوں میں تربیتی لحاظ سے غیر معمولی ترقی کی ہے اور اس ترقی کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اور اللہ تعالےٰ کے شکر کی طرف طبیعت مائل ہوئی۔ مشرق سے مغرب تک جو سفر اختیار کیا اس تمام عرصہ میں بیداری کی نمایاں [illegible] دیکھی ہے۔

پاکستان کے تکلیف دہ حالات کا شیریں پھل

فرمایا۔ پاکستان میں جو تکلیف دہ حالات گزر رہے ہیں یہ محض ان کا پھل ہے۔ اللہ تعالےٰ کی رحمت کی ہوائیں جو چل رہی ہیں اس کا تعلق ان تکلیفوں اور دُعاؤں سے ہے جو ان تکلیفوں کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہیں اور ساری دنیا میں خدا کی رحمت غیر معمولی طور پر خوش خبریاں لے کر آ رہی ہے اور اس کے چھینٹے مردہ دلوں میں نئی تازگی اور نیا ولولہ عطا کر رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں نہ صرف کینیڈا میں ہی نہیں ساری دُنیا میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے اسی قسم کی رحمتوں کا نزول ہو رہا ہوگا۔ پس جماعت احمدیہ کو اس پہلو سے خوشخبری ہو کہ جماعت ایک نئے ترقی کے دَور میں داخل ہو چکی ہے اور اس نئے دَور کے نتائج بہت دیر تک نکلتے رہیں گے اور اگر ان نتائج کو ہم سنبھال لیں تو آئندہ عظیم تر اور عظیم تر نتائج کے لئے وہ بنیادیں مہیا کریں گے۔

کینیڈا جماعت کا بیرونی دُنیا سے مضبوط رابطہ

حضور نے جماعت احمدیہ کینیڈا کے بیرونی واسطے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ بھی بیرونی دُنیا سے واضح اور مضبوط ہوا ہے اور اس کثرت کے ساتھ جماعت نے اپنے آپ کو اپنے ماحول پر واضح کیا ہے کہ جہاں جہاں بھی مجالس سوال و جواب ہوتی ہیں جماعت کے ابتدائی تعارف کی ضرورت نہیں پڑی۔

ٹیلیویژن اور ریڈیو پر ہونے والے پروگراموں کا تفصیلی ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان سب پہلوؤں پر جب غور کرتا ہوں تو دل اللہ کے شکر سے بھر جاتا ہے کہ یہ دورہ بہت ہی کامیاب اور دل کو مطمئن کرنے والا تھا۔

کینیڈا کے لئے دُعا کی تحریک

فرمایا۔ یہ ملک ایسا ملک ہے جہاں اُمید کے بہت سے پہلو نظر آتے ہیں۔ دُنیا کی تمام جماعتوں کو اس ملک کو اپنی دُعاؤں میں شامل کر لینا چاہیئے۔ یہ اسلام کے لئے خدا کے فضل کے ساتھ مستقبل کی سرزمین بننے والا ہے۔

مولویوں کی ناکامی اور جماعت کی کامیابی

فرمایا۔ مولویوں کی ایذا رسانی سے تکلیف تو ہے اور جماعت شدید بے چینی محسوس کرتی ہے اور ہر وقت یہ سوال اُٹھتا رہتا ہے کہ کب آخر خدا ان کو پکڑے گا۔ کب ہمارے دل اس لحاظ سے ٹھنڈے ہوں گے کہ اللہ تعالےٰ ان کو سب دُنیا میں ناکام اور نامراد کرے گا۔ فرمایا۔ میں اس پہلو سے بتانا چاہتا ہوں کہ جو نیک اثرات میں دیکھ کر آیا ہوں ان پر ضرور نظر رکھیں۔ ان کی کوششوں کے جماعت پر کوئی بد اثرات ظاہر نہیں ہو رہے بلکہ اتنے زیادہ نیک اثرات ظاہر ہو رہے ہیں کہ اگر آپ دونوں پلڑوں میں ڈال کر دیکھیں اور دیانتداری سے موازنہ کریں تو ان تکلیفوں کے مقابلہ میں انعامات کا پلڑا بھاری ہے اور مولویوں کی ہر کوشش ناکام اور نامراد ہوئی ہے یہ جماعت کی ترقی کے نئے دروازے کھول کر آئے ہیں۔ کینیڈا میں سر سائٹی نے ان کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہے اور مولویت سے لوگ متنفر ہوئے ہیں کہ یہ جماعت کے لئے ایک شاندار کامیابی ہے۔

آخر میں فرمایا کہ کینیڈا میں کام کی بہت گنجائش ہے اس لئے کینیڈا کی سرزمین کو ہر پہلو سے دُعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالےٰ ان کی سعادتوں کو بڑھائے اور جو نیکی انہوں نے جماعت سے کی ہے اس کی جزا دے۔

اعلان نماز جنازہ

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی مبلغ انچارج سوئٹزرلینڈ کے والد صاحب کی وفات کا اعلان فرمایا اور بتایا کہ مرحوم بڑے ہی اطاعت گزار اور نیک انسان تھے۔ خلافت کی طرف سے ہر تحریک پر لبیک کہنے والے تھے۔ فرمایا کہ ان کی نماز جنازہ ان کی نعش آنے پر نماز عصر کے بعد ادا کی جائے گی۔ علاوہ ازیں ایک نوجوان انور قریشی صاحب اور مکرم خوشی محمد [illegible] کی نماز جنازہ غائب بھی ساتھ ہی ادا کی جائے گی۔

(منقول از ہفت روزہ النصر لندن ۲۴ نومبر ۱۹۸۶ء)

حدیث نبوی ﷺ

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ۔

تم میں بہتر وہ ہے جو خود بھی قرآن سیکھے اور دوسروں کو بھی سکھائے۔

مکتوب یورپ

ٹورین کے کفن پر کیمیائی تحقیق

از مکرم ڈاکٹر محمد اسحٰق خلیل صاحب زعیم مجلس انصار اللہ نریوک ۔ موسٹر لینڈ

اٹلی کے مغرب میں سوئٹزرلینڈ اور فرانس کی حدود کے قریب شہر ٹورین میں ایک کفن محفوظ ہے جس کے متعلق یقین کیا جاتا ہے کہ مسیح ناصری کو واقعہ صلیب کے بعد اسی کفن یا چادر میں لپیٹا گیا تھا۔

بہت سے قارئین اخبار بدر کو یاد ہو گا کہ چند برس پیشتر ۱۹۷۸ء کے لگ بھگ جماعت احمدیہ کی طرف سے لندن میں ایک عالمی کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور ٹورین والے کفن کے موضوع پر بھی تقاریر ہوئی تھیں۔ انہی دنوں ۱۹۷۸ء یا ۱۹۷۹ء میں کیتھولک چرچ کی طرف سے اعلان کر دیا گیا تھا کہ ٹورین کے کفن پر کیمیائی تجزیہ کے امتحانات کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

اب سات آٹھ سال قبل محققین نے (غالبًا کاوش بسیار کے بعد) پھر سے اس کفن پر کیمیائی امتحانات کی اجازت حاصل کی ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں امریکن اخبار انٹرنیشنل ہیرالڈ ٹریبیون پیرس (فرانس) نے ۱۶-۱۰-۸۶ کے شمارہ میں رائٹرز کے حوالہ سے جو خبر شائع کی ہے اس کا انگریزی سے اردو ترجمہ ہدیۂ قارئین ہے:-

"ٹورین میں محفوظ کفن مسیح کا کیمیائی امتحان ممکن ہے!"

ویٹیکن سٹی (رائٹرز) ٹورین میں محفوظ کفن کے بارے میں بہت سے کیتھولک عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ مسیح ناصری کا کفن ہے۔ کیتھولک عیسائیوں کے مرکز ویٹیکن سٹی (نزد روم) سے کیتھولک کلیسیا کی سائنس اکاڈیمی کے ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ اس کفن کی تاریخی مدت معین کرنے کے لئے (C A R B C N 14) کا ٹسٹ بہار ۱۹۸۸ء (موسم بہار) تک ممکن ہے۔ بشرطیکہ موجودہ پوپ جان پال دوم ٹیسٹ کی اجازت دیدیں۔

(۲) :- پروفیسر کارلو چاغاز نے ویٹیکن ریڈیو کو بتایا کہ اگر کفن پر کاربن ۱۴ کے امتحانات جاری رکھے گئے تو ایسے تجربات تین مختلف کیمیائی امتحان گاہوں میں مکمل کئے جا سکیں گے اور پھر اُن تجربات کے اعداد و شمار کا تجزیہ تین خصوصی اداروں کی طرف سے کیا جائے گا۔

مسیح ناصری کا کفن ٹورین شہر (شمالی اٹلی) کے جامع کلیسیا کیتھیڈرل میں محفوظ ہے۔

یقین ہے کہ اس کفن پر جس داڑھی والے بزرگ کے نقوش ہیں۔ اُسے انہی آلام اور زخموں سے دوچار ہونا پڑا تھا جو مسیح ناصری کے صلیبی واقعہ کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ (بالفاظ دیگر وہ مسیح ناصری ہی تھے۔ مترجم)

پروفیسر چاغاز سے سوال کیا گیا کہ کفن کی تاریخ متعین کرنے کے لئے کاربن ۱۴ کے کیمیائی امتحان سے کن نتائج کی توقع ہے؟ انہوں نے اس سوال کے جواب میں کہا کہ فی الحال سائنس کے نقطۂ نظر سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ جو اعداد و شمار ہم مہیا کرنا چاہتے ہیں وہ ان کیمیائی تجربات کے بعد ہی اکٹھے ہو سکیں گے ...... انہوں نے کہا کہ میرا ذاتی تاثر یہ ہے کہ یہ کفن یقینًا مسیح ناصری کے زمانے سے تعلق رکھتا ہے۔ (ترجمہ از I H T 16-10-86)

دریں اثناء اس موضوع پر انگریزی اور دوسری زبانوں میں متعدد کتب شائع ہو چکی ہے کہ مسیح ناصری کے اس کفن پر جو خون کے دھبے ہیں تو یقینًا حضرت مسیح علیہ السلام واقعہ صلیب کے بعد زندہ تھے اور صلیب کی (نعوذ باللہ) لعنتی موت سے نجات پا کر ۱۲۰ سال کی عمر تک بمقام سرینگر کشمیر بھارت میں فوت ہوئے۔

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ چرچ کی طرف سے ۱۹۷۸ء کی لندن میں منعقدہ "وفات مسیح" کے موضوع پر جماعت احمدیہ کی کانفرنس کے موقعہ پر "کفن مسیح پر کیمیائی امتحانات کے خلاف مزاحمت کے باوجود اب یہ کیمیائی اور تاریخی ریسرچ از سر نو جاری رہنے کا امکان پیدا ہو گیا ہے۔ ؎

عن رنگوئیم کہ ایں نہ کنی آں کنی ۔ مصلحت رائے بین و آں کن

لجنہ اماء اللہ قادیان کے زیر اہتمام

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مورخہ ۱۶ تبلیغ ۸۶ ٹھیک ۲ بجے بعد دوپہر لجنہ اماء اللہ قادیان کے تحت زیر صدارت محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ نائب صدر لجنہ مقامی جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا۔ محترمہ امۃ المنان صاحبہ خادم کی تلاوت قرآن کریم سے کارروائی کا آغاز ہوا۔ محترمہ مبارکہ شاہین صاحبہ نے نعت سنا کر حاضرات کو محظوظ کیا۔

ازاں بعد محترمہ نعیمہ بشریٰ صاحبہ نے بعنوان "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ" اور محترمہ نصیرہ سلطانہ صاحبہ نے بعنوان "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات طبقۂ نسواں پر" تقاریر کیں۔ بعدہٗ محترمہ مبشرہ طاہر صاحبہ نے نعت ؏

"علیکَ الصلوٰۃ علیکَ السلام" خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ نعت خوانی کے بعد

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ زندگی" کے عنوان پر محترمہ مریم صدیقہ صاحبہ نے اور "مبلغ اعظم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم" کے عنوان پر محترمہ مظفر محمد صاحبہ نے تقاریر کیں۔ بعدہٗ ناصرات کی ایک بچی عزیزہ امۃ الہادی غزالہ نے نعت ؏

"اسرار کائنات کے محرم وہی تو ہیں"

سنائی۔ نعت کے بعد عزیزہ طیبہ صدیقہ نے بعنوان "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عورتوں کا اخلاص" اور عزیزہ راشدہ پروین مودبانے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا فلسفہ" کے عنوان پر تقاریر کیں۔ عزیزہ ندرت ریحانہ نے نعت ؏

"صلِّ علیٰ نبینا صلِّ علیٰ محمد"

خوش الحانی سے سنائی۔ اور لجنہ کی تین ممبرات محترمہ قمر النساء صاحبہ محترمہ شاہین اختر صاحبہ محترمہ شاہدہ مرزا صاحبہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور شعراء سلسلہ کے بہترین اشعار پیش کئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت دنیا کی حالت۔ بعد ازاں آپ کا سلوک بیماروں سے۔ دشمنوں سے اور بچوں سے کے عنوانات پر ناصرات کی چار بچیوں عزیزہ عطیۃ القیوم ناصرہ۔ عزیزہ امۃ الباسط بشریٰ۔ عزیزہ ندرت ریحانہ اور عزیزہ راشدہ تنویر نے اقتباسات پیش کئے۔

ازاں بعد ناصرات کی پانچ بچیوں نے مل کر نعت ؏

"یارب ہمیں بنا دے در مصطفےٰ کی خاک"

پڑھی۔ جن میں نمایاں آواز عزیزہ راشدہ تنویر کی تھی۔

آخر میں محترمہ صدر صاحبہ نے اس جلسہ کی غرض و غایت بیان کی اور تمام بہنوں کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چلنے کی کوشش کرنے کی تلقین فرمائی۔

دعا کے بعد کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

خاکسار ۔ بشریٰ طیبہ

"جماعت احمدیہ کی ڈکشنری میں موت کا کوئی لفظ نہیں

جماعت احمدیہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے زندگی اور اس سے بڑھ کر زندگی مقدر کی ہوئی ہے۔ لیکن جس جد و جہد کے ساتھ جس کوشش کے ساتھ ہمیں زندگی کے نئے مقام عطا ہونے ہیں نئی منازل ملنی ہیں اس کے لئے سب سے اہم کام آج **تبلیغ** ہے۔"

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ)

اِسلام امن کا مذہب ہے

از محترم مولانا غلام باری صاحب سیف ۔ ربوہ

اِسلام کے لغوی معنے اطاعت کے ہیں اور مراد یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت اور رضا کی خاطر اپنی صلاحیتیں اور توانائیاں اس کے سپرد کر دی جائیں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"سچا اسلام تو یہ ہے کہ قولاً اور فعلاً خدا تعالیٰ کو اپنی ساری طاقتیں سپرد کر دی جائیں اور اس کے احکام کے آگے گردن رکھ دی جائے۔"

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۳۹۳)

اسلام اور سِلم مترادف بھی ہیں جس کے معنے امن اور صلح کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مذہب اسلام کا نام رکھ کر اس طرف توجہ دلائی کہ مذہب کی ایک غرض قیام امن ہے کہ اشاعت مذہب کے لئے امن کا قیام ضروری اور لابدی ہے۔ اسلام کی الہامی کتاب قرآن مجید میں یہ تعلیم دی

لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ

(البقرہ آیت ۲۵۶)

کہ دین میں کسی جبر کی گنجائش نہیں کیونکہ ہدایت اور گمراہی اپنے آثار، احادیث اور تعلیم کے لحاظ سے واضح اور بیّن ہیں۔ عقائد کو منوانے اور خدا کے قرب کے حصول کے لئے جبر کی کیا ضرورت ہے؟ مذہب کے مقصد کے حصول اور جبر میں کیا جوڑ اور تعلق۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:-

"نہ جبر سے مسلمان کرنے کا حکم ہے۔ جس کتاب میں یہ آیت اب تک موجود ہے لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ یعنی دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں کرنی چاہیئے۔"

(ضمیمہ اسلام اور جہاد صفحہ ۱۰)

اسلام کے ظہور کے بعد تیرہ سال تک بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ پر مکہ میں طرح طرح کے مظالم ہوئے۔ ان کو زد و کوب کیا گیا۔ تپتی ریت پر لٹا کر کوڑوں سے پیٹا جاتا۔ انہیں محصور کر کے ان کا سماجی بائیکاٹ کیا گیا۔ بچوں کی بھوک سے چیخیں بلند ہوتیں تو کفار قہقہے لگاتے انہیں گھروں سے بے گھر کیا گیا۔ ایسے ایسے مظالم اُن پر توڑے گئے کہ آج بھی ان کو سن کر انسانیت کی جبین عرق آلود ہو جاتی ہے۔ انہوں نے مظالم سہے لیکن صبر کیا۔ اگر بعض صحابہؓ نے لڑائی کی اجازت مانگی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"مجھے نہ لڑائی کی اجازت ہے نہ خون بہانے کی۔ مجھے اللہ کے حضور دُعا کرنے کا حکم ہے اور ان کی ایذا رسی پر صبر اور جہالت سے درگذر کرنے کی تلقین ہے۔"

(ابن ہشام صفحہ ۳۲۰ مصری)

حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ نے ظالموں کے ظلم کی وجہ سے مکہ کو خیر باد کہہ دیا اور مدینہ آ گئے۔ اب انفرادی اذیت سے گذر کر مخالفین نے مسلمانوں کے خلاف لشکر کشی کی تب دو ہجری صفر کے مہینہ میں یہ آیت نازل ہوئی جس میں اپنے دفاع کی اجازت دی فرمایا:-

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰي نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ

(الحج آیت ۴۰)

حضرت بانی سلسلہ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ نے جب دیکھا کہ یہ لوگ مظلوم ہیں تو اب اجازت دیتا ہے کہ تم بھی لڑو یہ نہیں حکم دیا کہ اب وقت تلوار کا ہے تم زبردستی تلوار کے ذریعہ لوگوں کو مسلمان کرو۔ بلکہ یہ کہا کہ تم مظلوم ہو۔ اب مقابلہ کرو۔ مظلوم کو ہر ایک قانون اجازت دیتا ہے کہ حفظ جان کے واسطے مقابلہ کریں۔"

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۶۶)

چنانچہ ۲ ہجری میں محرم کے مہینہ میں پہلی دفاعی جنگ بدر کے میدان میں ہوئی ۳ ہجری میں پھر مخالفین نے لشکر کشی کی اور اُحد کے میدان میں مسلمانوں نے دفاعی لڑائی لڑی۔ پانچ ہجری کو مخالف قوتوں نے اتحاد کر کے مدینہ اور مسلمانوں کا محاصرہ کر لیا۔ مسلمانوں نے خندق کھود کر اپنا دفاع کیا۔ ان جنگوں کے بعد اگرچہ مسلمانوں پر ظلم توڑنے والوں کا زور ٹوٹ چکا تھا پھر بھی چھ ہجری میں مدینہ کے مقام پر مسلمانوں اور مخالف فریق میں صلح کا معاہدہ ہوا۔ اس میں بظاہر مسلمانوں نے دب کر صلح کی۔ بعض اکابر صحابہؓ کو ان شرائط کی وجہ سے سخت انقباض تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے فتح مبین قرار دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ اُن کے مقاصد کے حصول کے لئے صلح ہی مفید ہے۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ صلح اور امن کے دو سالہ دور میں جنگوں والے پانچ سالہ دور کی نسبت زیادہ آدمی اسلام میں داخل ہوئے پہلے پانچ سالہ دور میں بالغ افراد کی تعداد تین ہزار سے متجاوز نہ تھی جبکہ ان دو سالوں میں یہ تعداد دس ہزار سے متجاوز ہو گئی کہ مذہب کی اشاعت کے لئے امن اور صلح زیادہ ممد اور مفید ہے۔ تین جنگوں میں اغیار کی ناکامی کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالفین کی پیش کردہ صلح کی شرائط کو تسلیم کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ اسلام امن اور صلح کا مذہب ہے۔

بانی اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں تشریف لانے کے بعد جو پہلا معاہدہ یہود مدینہ اور مدینہ کے اردگرد بسنے والے لوگوں سے کیا وہ بھی اس امر کی واضح دلیل ہے کہ اسلام امن کا مذہب ہے۔ اس معاہدہ کا ایک فقرہ مؤرخ ابن ہشام نے یوں نقل کیا ہے۔

اِنَّ يَهُوْدَ بَنِيْ عَوْفٍ اُمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ

(ابن ہشام ص ۳۵۶ مصری)

کہ مسلمان اور یہود مل کر ایک قوم ایک اکائی ہوں گے۔ آج سے چودہ سو سال پہلے بانی اسلام نے قومیت کا کیا خوب تصور پیش کیا کہ ایک علاقہ میں باوجود مختلف ذہنی رجحان اور مذاہب رکھنے کے ہم سب ایک قوم ہوں گے۔

اس کے علاوہ قیام امن کے لئے اسلام نے کچھ بنیادی اصول وضع فرمائے۔ (۱) ان میں سے ایک یہ کہ کسی مذہب میں عیب چینی نہ کی جائے۔ کسی مذہب کے پیشوا کو بُرا نہ کہا جائے۔ فرمایا:-

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ

(انعام آیت ۱۰۹)

کہ کسی مذہب کے پیشوا اور امام کو بُرا نہ کہا جائے ورنہ اس کے مقابل میں وہ آپ کے پیشوایان کو بُرا کہیں گے اور امن مجروح ہوگا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"اسلام ایسا مطہر مذہب ہے کہ کسی مذہب کے بانی کو بُرا کہنے نہیں دیتا۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ...)

اس دور میں بانی سلسلہ احمدیہ نے قیام امن کے لئے یہی تجویز پیش فرمائی آپ نے فرمایا:-

"کچھ مدت تک اس طریق بحث کو بند کر دیا جائے کہ ایک فریق دوسرے کے مذہب کی نکتہ چینی نہ کرے۔ ..... کم از کم پانچ برس تک یہ طریق دوسرے مذاہب پر حملہ کرنے کا بند کر دیا جائے اور قطعاً ممانعت کر دی جائے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ کے عقائد پر ہرگز مخالفانہ حملہ نہ کرے ..... اگر کسی مذہب میں کوئی سچائی ہے تو وہ سچائی ظاہر کرنی چاہیئے نہ کہ دوسرے مذہب کی عیب شماری کرتے رہیں۔"

(اسلام اور جہاد ص ۳۴)

۲۔ قیام امن کے لئے دوسرا اصل اسلام نے یہ تجویز کیا کہ ہر مذہب کی ابتدائی تعلیم خدا کی طرف سے ہے۔ اس میں اگر کوئی تحریف و تبدیلی ہوئی ہے تو یہ تبدیلی نبی کے بعد ہوئی ہے ورنہ سارے انبیاء خدا کی طرف سے تھے اور ان کی تعلیم بھی خدا کی طرف سے تھی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (فاطر آیت ۲۵)

کہ ہر قوم میں خدا کی طرف سے انتباہ کرنے والے آئے جو لوگوں کو خدا کی طرف بلاتے اور بُری باتوں سے اجتناب کی تلقین کرتے رہے۔ فرمایا:-

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ

(النحل آیت ۳۷)

کہ ہم نے تمام قوموں کی طرف رسول اس لئے مبعوث کئے کہ وہ لوگ ایک خدا کے عبد بن جائیں اور بُری باتوں سے اجتناب کریں۔ حضور بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی آخری تصنیف پیغام صلح میں اسی اصل کو بیان فرمایا کہ صلح اور قیام امن کے لئے ضروری ہے کہ ہم تسلیم کریں کہ بانیان مذاہب خدا کی طرف سے تھے۔ اگر اس اصل کو تسلیم نہ کیا گیا تو کبھی مختلف مذاہب میں امن قائم نہیں ہو سکتا

۳ ۔ اسلام کا تیسرا اصل قیام امن کے لئے یہ ہے کہ مختلف مذاہب کم از کم مشترک پلیٹ فارم پر تو اکٹھے ہو جائیں آخر ان میں کچھ مشترک امور بھی تو ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے حکم کے تحت اہل کتاب کو دعوت دی کہ

قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ تَعَالَوْا۟ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِۦ شَيْـًٔا

(آل عمران آیت ۶۵)

اے اہل کتاب آؤ ان باتوں پر تو جمع ہو جائیں جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہیں وہ یہ کہ سوائے خدا کے اور کسی کی عبادت نہ کریں۔ کسی کو خدا کا شریک نہ بنائیں۔

کیا مفید اور خوبصورت ہے یہ تعلیم کہ اختلاف کا ذکر کرتے ہو موافق کو کیوں تلاش نہیں کرتے۔ اختلاف کی بجائے اتحاد کی راہوں کا کیوں ذکر نہیں کرتے۔

۴ ۔ چوتھا اصل اس بارے میں اسلام نے یہ پیش کیا کہ کسی کی دلآزاری نہ کی جائے۔ اپنے مذہب کی خوبیاں بھی اس طور بیان نہ کرو جس میں دوسرے مذہب کے بانی کے مرتبہ کو گرانے کی کوشش ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک بار ایک مسلمان نے کہا قسم ہے اُس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سب جہانوں پر فضیلت دی۔ یہودی نے کہا قسم ہے اُس ذات کی جس نے موسیٰؑ کو سب جہانوں پر فضیلت دی اور نوبت بایں جا رسید کہ مسلمان نے یہودی پر ہاتھ بھی اُٹھایا۔ یہودی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس امر کی شکایت کی۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "مجھے موسیٰؑ پر فضیلت مت دو"

(بخاری کتاب بدء الخلق باب فی المغفور لہم)

اس واقعہ میں مسلمان نے اپنے عقیدہ کا اظہار کیا لیکن عقیدے کا اظہار اگر دوسرے کی دلآزاری پر منتج ہوتا ہو یا بات فساد تک پہنچ جاتی ہو تو یہ امر نامناسب ہے کوئی ایسا پہلو جس میں اُس کے مذہب کے بانی کا استخفاف مقصود ہو اسلام میں روا نہیں۔

۵ ۔ پانچواں اصل اس بارہ میں یہ ہے کہ فطرت انسانی عزیز ہے اس لئے ہر شخص کا احترام کیا جائے۔ صرف زندوں کا نہیں مُردوں کا بھی احترام کیا جائے انسانیت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر انسان کی عزت کی جائے کسی کی تحقیر نہ کی جائے۔ اعلیٰ قدروں کا تقاضا ہے کہ انسانی شرف کو قائم کیا جائے ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے ایک جنازہ گزرا آپؐ کھڑے ہو گئے۔ یہ جنازہ مسلمان کا تھا۔ پھر ایک جنازہ گزرا تو بھی آپؐ کھڑے ہو گئے۔ یہ جنازہ ایک یہودی کا تھا کسی نے کہا حضور! یہ تو یہودی کا جنازہ تھا آپؐ نے فرمایا:۔

اَلَيْسَتْ نَفْسًا

(بخاری کتاب الجنائز باب من قام لجنازۃ یہودی)

کہ کیا یہ انسان نہیں۔ یہ خدا کی مخلوق نہیں۔

کتنا بلند تخیل ہے جس کے ذریعہ ہر انسان کو لائق احترام قرار دیا۔ مکہ کا رہنے والا ایک شدید معاند سہیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتا تھا۔ جب مکہ فتح ہوا تو کسی نے کہا حضورؐ اس کے سامنے دانت نکال دیئے جائیں تاکہ جب بات کرے تو سیٹی کی آواز نکلے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس کا مثلہ نہیں کروں گا۔ اگر میں اس کا مثلہ کروں تو باوجود نبی ہونے کے اللہ میرا مثلہ کرے۔ (ابن ہشام ص۲۷۸)

ایک بار آپؐ کے ایک مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عمرو جو عمرو بن عاص کے صاحبزادے تھے نے ایک بکری ذبح کروائی۔ باہر سے گھر تشریف لائے۔ غلام بکری ذبح کر کے اُس کی کھال اُتار رہا تھا تو آپ نے فرمایا گوشت سب سے پہلے میرے یہودی پڑوسی کو بھجوانا۔

(ادب المفرد باب الجار الیہودی)

کیا امن اور سلامتی کی اس سے بہتر کوئی راہ ہے۔ یہ ہے احترام انسانیت اور خیر خواہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تھا دین نام ہے خیر خواہی کا یعنی ہر ایک کا بھلا چاہنے کا۔

(بخاری کتاب الایمان)

اسلام کی غلط تعبیر یا غلط تشریح کی وجہ سے یہ اعتراض بڑی شدت سے کیا جاتا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا یا یہ کہ اسلام کی اصل طاقت تلوار ہے۔

یہ اعتراض جتنا کثرت سے دُہرایا گیا ہے اتنا ہی یہ غلط اور جھوٹ ہے۔ مذہب تو نیک اور پاک تبدیلی کا تقاضا کرتا ہے اور یہ تلوار یا طاقت سے کیسے ممکن ہے۔ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت بلالؓ، حضرت یاسرؓ، حضرت عمارؓ کس تلوار سے اسلام لائے تھے۔ وہ تو پٹتے تھے اور ان کا ایمان اور بڑھتا تھا۔ اسلام پھیلا تھا نیک نمونہ، اپنی دلکش تعلیم، آسمانی نشانوں اور خدائی تائید سے

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"خوب یاد رکھو کہ اسلام ہمیشہ اپنی پاک تعلیمات اور ہدایت اور اپنے ثمرات انوار و برکات اور معجزات سے پھیلا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان نشانات آپؐ کے اخلاق کی پاک تاثیرات نے اسے پھیلایا ہے اور وہ نشانات اور تاثیرات ختم نہیں ہو گئی ہیں بلکہ ہمیشہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود رہتی ہیں۔"

(لیکچر لدھیانہ صفحہ ۲۱ تا ۲۵)

الغرض اسلام کی تعلیم کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا نمونہ موجود ہے لیکن ہر کس و مہ کے عمل کا نام اسلام نہیں۔ اگر کوئی بعض مسلمان سلاطین کے عمل کو پیش کرے تو اس کا جواب حضرت بانی سلسلہ نے یوں دیا ہے کہ:۔

"اسلام اُن بادشاہوں کی کارروائیوں کا ذمہ دار نہیں ہے جو نبوت کے زمانہ کے بعد سراسر غلطیوں یا خود غرضیوں کی وجہ سے ظہور میں آئیں۔"

(ضمیمہ اسلام اور جہاد ص۲۲)

قرآن میں جہاد کا حکم ہے اور قرآن سے ہی ثابت ہے کہ جہاد کا لفظ اپنے اندر بہت وسیع مفہوم رکھتا ہے۔ جہاد کے معنے کوشش کے ہیں۔ اشاعت اسلام کی لگن، تڑپ اور اس کے لئے سعی جہاد کہلاتی ہے اور اسلام کی سربلندی اور اشاعت کے لئے اپنی تربیت اور اصلاح نفس کو بھی قرآن نے جہاد کہا ہے۔ قرآن کے ذریعہ تبلیغ اس کی تعلیم کی اشاعت کو قرآن میں جہاد کہا گیا ہے۔ اس غرض کے لئے مالی قربانی کو جہاد کہا گیا ہے۔ اور اگر دشمن تلوار کے زور سے اسلام کو مٹانے کے درپے ہو تو اس کے دفاع کو بھی جہاد کہا گیا ہے اس لئے یہ اعتراض باطل ہے کہ اسلام جنگ کا مذہب ہے۔ اس کی تعلیم، بانی اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ اور آپؐ کی تعلیم اس کی تردید کے لئے کافی ہے۔

فتح مکہ کے تاریخی موقع پر جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیئیس سال تک ایذا دینے والے اور قتل پر کمربستہ اور خون کے پیاسوں کو بھی معاف کر دیا۔ یہ خود اسلام کی امن پسندی کا مظہر ہے اپنے چچا حمزہ کی لاش کا مثلہ کرنے والی ہندہ کو بھی معاف کر دیا۔ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کو بھی معاف کر دیا اور عام معافی کا اعلان فرمایا۔ مکہ میں داخل ہوتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن خدا کے حضور اس طرح جھکی تھی کہ سر کجاوے سے لگ رہا تھا اور زبان پر قرآن کی یہ آیت جاری تھی إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا کہ ہم نے تجھے واضح فتح عطا فرمائی۔ تاریخ کے صفحات پلٹ کر دیکھئے کیا ایسی عاجزی اور امن کا مظاہرہ کسی فاتح سے دیکھنے میں آیا!

اعلانِ نکاح اور تقریبِ رخصتانہ

مورخہ ۹/۲/۸۶ کو خاکسار کی بیٹی عزیزہ نصیرہ اقبال سلمہا کا نکاح عزیزم ساجد احمد سلمہٗ ابن مکرم نذیر احمد صاحب حال مقیم فرینکفورٹ (مغربی جرمنی) کے ساتھ محترم مشنری انچارج صاحب فرینکفورٹ (مغربی جرمنی) نے پڑھا جس میں لیسرم عزیز نعیم اللہ امینی سلمہٗ بریڈفورڈ (برطانیہ) نے خاکسار کی طرف سے وکالت کے فرائض سرانجام دیئے۔ مورخہ ۹/۸/۸۶ کو خاکسار کے بڑے بیٹے عزیز عطاء الرشید امینی جو فرینکفورٹ میں ہی رہتے ہیں، کے گھر سے عزیزہ کا رخصتانہ عمل میں آیا جس میں بریڈفورڈ سے عزیز ساجد احمد کے تایا مکرم اللہ دتا صاحب احمدی نے بھی شرکت کی۔ اس خوشی میں بطور شکرانہ پانچ پاؤنڈ اعانت بدر میں ادا کر کے قارئین سے اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعاؤں کا خواستگار ہوں۔

خاکسار محمود احمد امینی بریڈفورڈ ویسٹ یارک شائر۔ برطانیہ

درخواست دعا

خاکسار کی والدہ محترمہ (عمر ۷۰ سال) مختلف عوارض سے بیمار ہیں۔ ہسپتال سے علاج کروا رہا ہوں قارئین بدر سے کامل و عاجل شفایابی اور درازی عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار عبدالرشید تبسم کارکن دفتر وقف جدید۔ ربوہ

• مکرم شمیم احمد صاحب آف رڑکی احمدیت سے متاثر ہیں۔ بیعت کی توفیق پانے کے لئے۔ موصوف کی اہلیہ نبید سے ہیں قبل ازیں ان کی چار لڑکیاں ہیں اولاد نرینہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (قاری نواب احمد مبلغ)

دار العلوم دیوبند میں تحفظ ختمِ نبوت کے نام پر کانفرنس کا انعقاد

اور

جماعت احمدیہ کی مخالفت کا ایک نیا ڈھونگ!

نامہ نگار خصوصی کے قلم سے

عملی طور پر اسلام کے لئے مثبت رنگ میں کوشش کرنا بہت مشکل امر ہے مثلاً اسلام کی تبلیغ کرنا۔ غیر مسلموں کو اسلام کے حسن کا گرویدہ بنانا۔ قرآن کریم کی اشاعت اور مختلف زبانوں میں تراجم کو پھیلانا۔ مساجد کی تعمیر اور غیروں کے اعتراضات کے مدلل جواب دینا وغیرہ یہ کوئی آسان کام نہیں ہیں ذٰلک من عزم الامور لیکن جنہیں اسلام کے خدمتگاروں کے طور پر اپنے آپ کو نمایاں رنگ میں پیش کرنے کا شوق ہے، اُن کو منفی رنگ میں اپنے جوہر دکھانے کا ایک نہایت سہل اور مقبول نسخہ ہاتھ آگیا ہے اور وہ ہے 'احمدیت کی مخالفت' ۔۔۔ چنانچہ نام نہاد اسلامی مملکت پاکستان کے خدمتگاروں کو تحفظ ختم نبوت کے نام پر خوب خوب اپنے نام چمکانے اور اپنی کرسیوں کو مضبوط کرنے کے مواقع میسّر آگئے ہیں اور احمدیت مخالفت کے صدقے کئی "محافظین ختم نبوت" کو بیرونی ممالک کی سیر و تفریح کا موقع بھی ہاتھ آگیا یہاں ہندوستان میں بھی بعض ایسے ہی شہرت پسند افراد کو یہ نسخہ بہت پسند آیا۔ چنانچہ "ہینگ لگے نہ پھٹکری رنگ چوکھا آئے" کے مترادف انہوں نے بھی پاکستانی خدمتگارانِ اسلام کے "اسوۂ حسنہ" کو یہاں اپنانے کی مہم کا آغاز کردیا ہے ۔۔۔ اگرچہ بھارت کی سیکولر حکومت میں انہیں اپنے ناپاک عزائم کو عملی جامہ پہنانے کا موقع نہیں مل رہا ہے لیکن سوچتے ہوں گے کہ ابھی کم از کم اتنا تو فائدہ ضرور ہو جائے گا کہ عوام الناس کو یہ یقین دلانے میں کامیاب ہوسکیں گے کہ ہم بھی کچھ بیکار نہیں بیٹھے ہیں۔!

۲۹ تا ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو دارالعلوم دیوبند میں سہ روزہ کانفرنس کا انعقاد عمل میں لایا گیا جس کا نام تھا "تحفظ ختم نبوت کا عالمی اجلاس"۔ یوپی میں دیوبند سے نسبتاً دور کے فاصلے پر واقع علاقوں میں نیز بعض دیگر صوبوں آندھرا وغیرہ میں اس کانفرنس کا چرچا کیا گیا مگر نہ معلوم کیا حکمت تھی کہ دیوبند کے آس پاس خود ضلع سہارنپور اور مظفر نگر میں اس کی عام تشہیر سے احتراز کیا گیا تھا۔ نہ کسی اخبار میں اشتہار تھا نہ کسی دیوار پر پوسٹر چسپاں کیا گیا۔ معلوم ہوا کہ صرف مساجد کے مولوی صاحبان۔ واعظین اور دینی مدارس کے طلباء ہی اس کانفرنس کے مخاطب تھے۔ عوام الناس کو دعوتِ عام نہ تھی۔ شاید یہی وجہ تھی کہ عوام الناس کی حاضری برائے نام تھی۔ زیادہ تر تازہ دم مولوی ہی نظر آتے تھے دراصل ان ہی کے ذہنوں کو مسموم کرنا کانفرنس کا بنیادی مقصد تھا۔ لیجئے اس کانفرنس کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں:۔

● ۔ دارالعلوم دیوبند کے باب الداخلہ اور اس سے ملحقہ وسیع ڈیوڑھی میں ایک نمائش کا انتظام کیا گیا تھا۔ آپ سوچتے ہوں گے کہ شاید اس نمائش میں اُن مساجد کی تصاویر ہوں گی جو انہوں نے اندرون و بیرون ملک تعمیر کی ہوں۔ قرآن کریم کے تراجم کے نمونے ہوں گے اور غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کے نظارے ہوں گے۔ لیکن نہیں ۔۔۔ وہاں صرف ایک ہی موضوع تھا "قادیانیت" اور "مرزائیت"۔ چنانچہ بڑے بڑے شیشے کے فریموں میں مخالفِ احمدیت مضامین کے "تیمچے" اقتباسات اور اشتہارات اور پوسٹر وغیرہ اصل مطبوعہ یا خوشخط لکھ کر بڑے شیشے سے آویزاں کئے گئے تھے۔

● ۔ دارالحدیث سے ملحقہ وسیع صحن میں [illegible] پنڈال تیار کیا گیا تھا جس میں داخلہ عام تھا لیکن پچانوے فیصد سفید کرتے، پاجامے اور ٹوپیوں میں ملبوس زیر تعلیم مولوی صاحبان بیٹھے تھے جنہیں دیکھ کر ایک طرف اُن کے جذبۂ حصولِ علم پر خوشی محسوس ہوتی تھی تو دوسری طرف انہیں جو کچھ سنایا جارہا تھا اُس کو سُن کر رنج ہوتا تھا۔

● ۔ جملہ تقاریر کا موضوع "قادیانیت کی مخالفت" تھا۔ کاش! کوئی ایک تقریر حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ پر بھی ہوتی ۔۔!

● ۔ احمدیت کے خلاف اساتذہ و طلبہ دیوبند نے بڑی محنت سے مقالے تیار کئے تھے جو پڑھ کر سنائے گئے۔ لیکن وہ اُن کے اپنے اسلاف ہی کی کاوشوں کا ثمرہ تھے جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے سیاق و سباق سے علیحدہ کرکے اقتباسات جمع کرکے خلافِ مدعا نتائج نکالے ہیں اور جن کے جماعت احمدیہ کی طرف سے بارہا جواب دیئے جاچکے ہیں۔ مثلاً یہ الزامات کہ حضرت مرزا صاحب نے نعوذ باللہ الوہیت کا بھی دعویٰ کیا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین کی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی توہین کی اور یہ کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

حالانکہ موجودہ نسل کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جن کی وہ خوشہ چینی کر رہے ہیں یہ وہی اسلاف ہیں جن کی احمدیت دشمنی کی تمام تر کوششیں ناکامی و نامرادی کی نذر ہوگئیں جس کا خود ان کے ہمنواؤں نے بھی اعتراف کیا ہے۔ مثلاً حکیم مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف مدیر رسالہ "المنبر" لائلپور نے جماعت احمدیہ کی کامیابیوں اور مخالفین کی ناکامیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا:۔

"ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا ان میں سے اکثر تقویٰ۔ تعلق باللہ۔ دیانت۔ خلوص۔ علم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے۔ سید نذیر حسین صاحب دہلوی۔ مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی۔ مولانا قاضی سید سلیمان منصورپوری۔ مولانا محمد حسین بٹالوی۔ مولانا عبدالجبار غزنوی۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری۔ اور دوسرے اکابر رحمہم اللہ کے بارے میں ہمارا حسن ظن یہی ہے کہ یہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے اور ان کا اثر و رسوخ بھی اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں بہت کم ایسے اشخاص ہوں گے جو ان کے ہم پلہ ہیں۔ اگرچہ یہ الفاظ سننے اور پڑھنے والوں کے لئے تکلیف دہ ہوں گے ...... لیکن ہم اس کے باوجود اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام کوششوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے۔"

(المنبر لائلپور ۲۳ فروری ۱۹۵۶ء)

کاش! موجودہ مولوی حضرات مخالفین کو جو اپنے علم اور تجربہ و رسوخ کے لحاظ سے اپنے ان اسلاف کے پاسنگ بھی نہیں ہیں اس تلخ حقیقت کا احساس ہو جاتا۔!

● ۔ ۳۰ اکتوبر کی شب کو جلسہ میں ایک بڑی سی شال [illegible] کی گئی تھی۔ وہ تھے "شیر ربانی" امیر شریعت مولانا [illegible] صاحب۔ مولانا موصوف "فاتح قادیانیت" کے روپ میں ایسی اپنی فتح کا نقارہ بجا رہے تھے کہ گویا انہوں نے ہندوستان سے احمدیت کو ختم کردیا ہے۔ کاش! کہ اپنے کارناموں کی کچھ روداد سنا دیتے۔ اور اڑیسہ کی اُن بستیوں کے نام ہی گنوا دیتے [illegible] البتہ [illegible] فتح" اور اپنے کارہائے نمایاں کے ثبوت میں [illegible] کو اپنے [illegible] ہیں اور دوران [illegible] کروا سکتے ہیں کہ یہ وہ [illegible] احمدیت کی تبلیغ [illegible] کرکے "مسلمان" ہوئے ہیں ۔۔۔ حالانکہ واقف کار جانتے ہیں [illegible] اور اپنے اسٹیج پر [illegible] بیٹھے ہیں۔

ورنہ کیا وجہ ہے کہ جب تک صدر انجمن احمدیہ سے تنخواہ ملتی رہی یا کسی نہ کسی رنگ میں جماعت سے ان کے مفادات وابستہ رہے تو نبوت بھی جاری تھی اور احمدیوں کا کلمہ بھی وہی تھا۔ لیکن جب تنخواہ بند ہوگئی اور بار بار کی معافی کے باوجود اصلاح نہ ہو سکی اور بالآخر جماعت سے خارج کر دیا گیا تو نبوت کا دروازہ بھی بند ہوگیا اور احمدیوں کا کلمہ بھی تبدیل ہوگیا ——!!

بہرحال مولانا موصوف نے جو زبان استعمال کی تھی، کم از کم انتظامیہ کو تو بڑی کوفت محسوس ہوتی ہوگی۔ لیکن کانفرنس کا مقصد تو تھا ہی یہی۔ فرق صرف یہ ہے کہ جس مضمون کو مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں نسبتاً ڈھکے چھپے الفاظ میں بیان کیا تھا، "امیر شریعت شیر اڑیسہ" نے اسی مضمون کو جامہ کے بغیر الفاظ میں بیان کر دیا۔

مورخہ ۳۱ اکتوبر کو کانفرنس کا اختتامی اجلاس مولانا اسعد مدنی کی زیر صدارت منعقد ہوا اور رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سیکرٹری کی بھی تقریر ہوئی۔ دوسرے دن کے اجلاس میں وہ "بلی تھیلے سے باہر آگئی" جس کے لئے ہزاروں روپے خرچ کر کے اس کانفرنس کا اہتمام کیا گیا تھا۔ چنانچہ تحفظ ختم نبوت کے اس "عالمی اجلاس" نے یہ قرارداد پاس کی کہ "بھارت سرکار بھی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے۔" ——

یہ تو "دفع شر" کے لئے درخواست ہوئی۔ "ایصال خیر" کے لئے بھی ایک قرارداد پاس کی جاتی تو کیا خوب تھا کہ بریلویوں نے ہم دیوبندیوں پر جو کفر کا فتویٰ لگایا ہے، بھارت سرکار اس کو منسوخ کرے اور ہماری پوزیشن صاف کرے۔ البتہ بعض دیگر ان کو بھی کافر قرار دے۔

قارئین خود ہی غور فرمائیے کہ تعصب نے کس قدر عقلوں پر پردہ ڈال دیا ہے کہ اب دین کے بارہ میں بھی حکومتوں سے سرٹیفیکیٹ جاری کروائے جا رہے ہیں۔ نیز حکومت اگر ہمیں اسمبلی کے ٹکٹ نہیں دیتی تو کم از کم "قادیانیت کی مخالفت" کا سہرا تو ہمارے گلے میں ڈالے تاکہ اس چور دروازے سے ہم عوام الناس میں مقبولیت حاصل کر سکیں۔

یا للعجب وللضیعۃ الحق!

اگر انہی مساعی کا نام تحفظ ختم نبوت ہے تو دارالعلوم دیوبند ہی کے احاطے میں اسے محدود رکھتے تو کافی تھا۔ لیکن اب انتظامیہ نے یہ عزم ظاہر کیا ہے کہ اب کل ہند تحفظ ختم نبوت کمیٹی کی تشکیل کی جائے گی۔ یعنی اس گناہ کبیرہ میں بھارت کے سب مسلمانوں کو شامل کرنے کا ارادہ ہے۔ لیجئے ان ہی کی زبانی دیوبند کانفرنس کی روئداد ملاحظہ فرمائیے۔ جو ۸ نومبر ۸۶ء کی اشاعت میں روزنامہ "پرتاپ" دہلی نے شائع کی ہے

"قادیانی غیر مسلم قرار دیئے جائیں۔

بھارت سرکار سے مطالبہ

دیوبند (رپورٹ۔ ایچ۔ افسر)۔ مدرسہ دارالعلوم دیوبند کے احاطے میں اجلاس تحفظ ختم نبوت تین روز جاری رہا۔ مولانا مرغوب الرحمٰن مہتمم دارالعلوم نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں وارننگ دی کہ "قادیانی فتنہ" ہندوستان میں پھر سے جڑیں جما رہا ہے۔ دلی تغلق آباد میں ان کا مرکز قائم ہوچکا ہے۔ بمبئی اور کلکتہ اور حیدرآباد میں ان کے مرکز پہلے سے موجود تھے۔ اب میرٹھ، ہاتھرس، فتحپور، لکھنؤ اور کانپور میں مرکز قائم کئے جا رہے ہیں۔ مولانا علی میاں صاحب ندوی نے دارالعلوم اور اس کے فضلا کو قادیانی خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلم بچوں کو مذہبی تعلیم دینے کی ضرورت پر زور دیا۔ لیکن آپ نے دارالعلوم کی خدمات کا ذکر تک نہ کیا۔ بعد ازاں صدر جلسہ مولانا منظور نعمانی نے رقت آمیز لہجہ میں "قادیانی فتنہ" کی شروعات نیز اسے روکنے کے لئے علماء دیوبند کی خدمات کا ذکر کیا۔ آپ نے احمدیوں کو کافر اور مرتد قرار دیا۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس نشست میں پچاس فیصد حاضری طلبہ پر مشتمل تھی۔ دوسرے روز کے اجلاس میں کچھ دھواں دھار تقریروں کے بعد فیصلہ لیا گیا کہ قادیانی فتنہ کا مقابلہ کرنے کے لئے کل ہند پیمانے پر مجلس تحفظ ختم نبوت تشکیل دی جائے۔ ایک ریزولیشن کے ذریعہ حکومت ہند سے مانگ کی گئی کہ قادیانیوں کو ایک الگ غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اس نشست میں تقریر کرنے والوں میں مولانا عبدالرحیم، مولانا عبدالحلیم جونپوری، مولانا محمد اسمٰعیل کٹکی، مولانا سعید احمد اور مفتی حبیب الرحمٰن اعظمی بھی تھے۔ اس اجلاس کے لئے تیرہ سو دعوت نامے پاکستان، بنگلہ دیش نیز عرب ممالک کو بھیجے گئے تھے لیکن بھارت کے باہر سے آنیوالے مہمان ایک دو فیصد سے زیادہ نہ تھے۔ تیسرے روز کا آخری اجلاس مولانا اسعد مدنی کی صدارت میں ہوا جس سے رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سیکریٹری نے بھی خطاب کیا۔ آخر میں یہ لکھنا مناسب ہوگا کہ اس سہ روزہ اجلاس میں شریک ہونیوالوں میں سے ۹۵ فیصد دارالعلوم کے طلبہ ہی تھے۔ عوام کی تعداد برائے نام تھی۔"

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائیوں کو ان شہرت پسند لوگوں کے دام سے محفوظ رکھے اور حقیقت سے آگاہ ہونے کی توفیق بخشے۔

کانفرنس کے اختتام پر دیوبند کے بس اڈے پر ختم نبوت کی حقیقت کے بارے میں لٹریچر مفت تقسیم کیا گیا اور اخبارات میں اشتہارات بھی شائع کروائے گئے۔ بفضلہ تعالیٰ کئی حق کے طالبوں کی طرف سے لٹریچر کا مطالبہ ہو رہا ہے۔

نہایت افسوس کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک نوجوان کو جس نے ابھی چھ ماہ قبل احمدیت قبول کی ہے، لٹریچر تقسیم کرتا دیکھ کر مدرسہ دارالعلوم دیوبند کے بعض طلباء و مولوی صاحبان پکڑ کر بس اڈہ سے مدرسہ کے اندر لے گئے اور خوب زدوکوب کیا اور گالیاں دیتے ہوئے اپنے غیظ و غضب کا اظہار کیا کہ ہم نے ہزاروں روپے خرچ کر کے کانفرنس کی اور تم ہمارے کئے کرائے پہ پانی پھیرنے کے لئے یہاں بھی پہنچ گئے۔ لیکن اس احمدی نوجوان نے نہایت صبر و استقامت کا نمونہ دکھایا اور ان طلباء و اساتذہ سے کہا کہ میرے دو سوالوں کا تسلی بخش جواب دیدو تو میں احمدیت سے توبہ کر لوں گا۔ ایک یہ کہ حضرت عیسیٰؑ کی حیات کا قرآن کریم سے ثبوت دیدو۔ دوسرے چودھویں صدی گزر چکی اور اب پندرھویں صدی کا ساتواں سال گزر رہا ہے لیکن تمہارے امام مہدی ابھی تک ظاہر نہیں ہوئے تو بتاؤ کیا آنحضرت صلعم کی وہ بشارت جس نے چودھویں صدی میں پورا ہونا تھا، نعوذ باللہ جھوٹی تھی۔؟ ان دو سوالوں کا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا سوائے تھپڑوں اور مکوں کے جو انہوں نے اس غریب بیچارے پر دل کھول کر برسائے اور بالآخر ان کے بعض سمجھداروں نے اس ڈر سے کہ کہیں پولیس کاروائی نہ ہو جائے مدرسہ سے باہر نکال دیا۔ مسلمان بھائیوں سے ہماری درخواست ہے کہ ان خدمتگاران اسلام سے پوچھیں کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی اسوہ حسنہ تھا ——؟!

بلا تبصرہ

دہلی سے شائع ہونے والے ہفت روزہ "اخبار نو" مجریہ ۳۱ اکتوبر تا ۶ نومبر ۸۶ء کی اشاعت میں "عوام کی عدالت" کے صفحہ پر ایک خط چھپا ہے، جو بلا تبصرہ قارئین بدر کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے:۔

"مولانا اسعد مدنی کی مجوزہ ختم نبوت کانفرنس

احقر اور اخبار نو کے ہزاروں قارئین اس کے مطالعہ کیلئے بیتابی سے منتظر رہتے ہیں۔ آپ کی صاف ستھری پالیسی اور ملکی و ملی مسائل پر صحتمند رجحانات "اخبار نو" کی خصوصیت ہے۔ خصوصاً اسعد صاحب مانڈوی کے سلسلہ میں آپ کے مراسلے اور مضامین حقائق پر مبنی ہیں۔ واقعی ایسے مفاد پرست رہنماؤں کے اصلی چہرے اگر آپ ملت کو دکھاتے رہیں تو انشاء اللہ پھر [illegible] سیاسی ہتھکنڈے استعمال کر کے قوم کو بیوقوف نہیں بنا سکیں گے —— اسعد صاحب سے متعلق مراسلات پڑھ کر یہ اندازہ ہوا کہ مولانا موصوف اپنے والد مرحوم کی "ساکھ کی بے لگام کمائی" لگا کر مسلم قوم کا استحصال کر رہے ہیں۔ کبھی "اسلامی فوج" کے نام پر چندہ، کبھی ہندوستان میں ارتداد کا ہوا دکھا کر سعودی حکومت و عوام سے چندہ ایسی ہی مثالیں ہیں۔ سنا جا رہا ہے کہ اسعد صاحب اکتوبر کے اواخر میں "ختم نبوت" کانفرنس کرنے والے ہیں۔ آپ واقف ہیں کہ ہندوستان میں "ختم نبوت" کا کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے اور نہ قادیانی فرقہ یہاں پر سرگرم ہے۔ اس وقت یہ کانفرنس بلانے کا کیا مقصد ہے؟ شاید اس کا مقصد سعودی عربیہ، انگلینڈ، پاکستان، بنگلہ دیش، ساؤتھ افریقہ کے مسلمانوں سے "ختم نبوت" جیسے عنوان پر بھاری رقوم سمیٹنا اور نئے ڈھول کر راجیہ سبھا تک جانے کی کوشش کرنی ہے —— ہندوستان کے مسائل میں فسادات، غربت و بے روزگاری، تعلیمی پسماندگی شامل ہیں۔ کیا اسعد صاحب بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے خیرات کی کرسی راجیہ سبھا میں بیٹھ کر ان مسائل کو قابل اعتنا سمجھا ہے؟

ان سے درخواست ہے کہ وہ ہم پر رحم کریں اور دین اسلام پر رحم کریں اور اس طرح کی سطحی حرکتوں سے باز آئیں۔ سید کاظم علی۔ فلکہ گنج دہلی ۲"

کردارِ یزید تاریخ کے آئینہ میں

(از مکرم مولوی سید قیام الدین صاحب برقؔ مبلغ سلسلہ ورنگل (آندھرا)

ناچیز کا ایک مضمون اخبار بدر مجریہ ۱۸ ستمبر ۱۹۸۶ء میں زیر عنوان "چودھویں صدی کی یزیدیت" شائع ہوا تھا۔ جس پر ہمارے ایک دوست نے تنقید فرمائی ہے اور خاص طور پر یزید کی منقبت زیر بحث لاکر میرے بیان کردہ نفس مضمون سے اظہار اختلاف کیا ہے۔

اس ضمن میں پہلی وضاحت تو یہ ہے کہ محولہ بالا مضمون یزید بن معاویہ رضؓ کی منقبت سے متعلق نہیں بلکہ دورِ حاضر میں روحِ یزیدیت کے علمبردار آمرِ پاکستان کی غیر اسلامی کرتوتوں کے بارہ میں تھی۔

جو لوگ حلقہ بگوش اسلام نہیں انہیں اسلام میں داخل کرنا وہ مسلک ہے جو عین خدمتِ اسلام ہے۔ مگر پاکستان کے اس آمر نے اس کے برعکس یہ مسلک اختیار کر رکھا ہے کہ جو لوگ حقیقی مسلمان ہیں اور جن کی پیشانی پر کسی بھی صداقت کے انکار کا داغ نہیں انہیں یہ محض اپنے آقاؤں اور چیلوں کو خوش کرنے کے لئے طاقت اور حکومت کے بل بوتے پر غیر مسلم قرار دے رہا ہے اور پھر اپنی اس یزیدانہ کارگزاری کو خدمتِ اسلام کا نام دے کر روحِ اسلام کو کچلنے اور روحِ یزیدیت کو زندہ کرنے پر تلا ہوا ہے۔ بھلا روحِ اسلام یعنی حضرت امام حسینؓ سے روحِ یزیدیت کو کیا نسبت ہے

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

صدرِ پاکستان جنرل ضیاء الحق پر لفظ یزید کا اطلاق ہم نے نہیں بلکہ مولانا شاہ احمد نورانی نے کیا تھا۔ جس کا حوالہ ہمارے مضمون میں آچکا ہے۔ موصوف نے جمہور مسلمانوں کے کن احساسات کو مدنظر رکھ کر صدرِ پاکستان کو اس لقب سے نوازا ہے؟ اس سوال کا جواب انہیں سے طلب کرنا چاہیئے تھا نہ کہ ہم سے۔ مگر چونکہ ہمارے دوست نے ہم سے جواب کا مطالبہ کیا ہے اس لئے ہم ان پر اس امر کی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ یزید کے بارہ میں بے شک ہم بھی وہی مسلک رکھتے ہیں جو اکابرین علیہم السلام کا تھا اور جس کی شہادت اسلامی تواریخ میں جابجا محفوظ ہے۔

شاہ لولاک حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل کے بارہ میں فرمایا ہے:۔

"میں اُن میں سے ہوں اور وہ مجھ میں سے ہیں۔"

پس جو شخص بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل کے ساتھ بُرا سلوک کرتا ہے اُس کی اُمت مسلمہ میں کیا پوزیشن ہوگی؟ اس کا جواب تواریخ میں بھرا پڑا ہے خاص طور پر معرکۂ کربلا کی اوراق گردانی کرتے وقت بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کی یوم حشر میں کیوں کر شفاعت فرمائیں گے جس نے آپ کے جگر گوشہ سیدنا حضرت امام حسینؓ کے بالمقابل اپنی تلوار کو میان سے باہر کیا ہو؟

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بے شک حضرت عمر فاروقؓ کو نامزد کیا تھا مگر حالات کو بھانپ کر ورنہ حضرت عمر فاروقؓ نہ تو آپ کے فرزند تھے اور نہ رشتہ دار۔ اندریں بارہ تاریخ سے آپؓ کا مشورہ لینا بھی ثابت ہے ملاحظہ فرمائیے!۔

"فرق ہے تو صرف اتنا کہ اور خلفاء کو خلیفہ کی وفات کے بعد منتخب کیا گیا اور حضرت عمرؓ کو حضرت ابوبکرؓ کی موجودگی میں ہی منتخب کر لیا گیا پھر آپ نے اس پر بس نہیں کیا کہ چند صحابہؓ سے مشورہ لینے کے بعد آپ نے حضرت عمر کی خلافت کا اعلان کر دیا بلکہ باوجود سخت نقاہت اور کمزوری کے آپ اپنی بیوی کا سہارا لے کر مسجد میں پہنچے اور لوگوں سے کہا کہ اے لوگو! میں نے صحابہ سے مشورہ لینے کے بعد خلافت کے لئے عمرؓ کو پسند کیا ہے۔ کیا تمہیں بھی ان کی خلافت منظور ہے؟ اس پر تمام لوگوں نے اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا پس یہ بھی ایک رنگ میں انتخاب ہی تو تھا۔"

(تقریر مصلح موعودؓ خلافت راشدہ صفحہ ۳۰)

"اگر کہا جائے کہ معاویہؓ کا یزید کو مقرر کرنا بھی انتخاب کہلائے گا کیونکہ انہوں نے بھی لوگوں کے سامنے اس معاملہ کو پیش کیا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ خود معاویہؓ کا انتخاب نہیں ہوا اور جب اُن کی اپنی خلافت ہی ثابت نہیں پھر ان کے بیٹے کی کس طرح ثابت ہو جائے گی۔ معاویہؓ ایک دنیوی بادشاہ تھے اس لئے یزید کو بھی ہم ایک دنیوی بادشاہ کہہ سکتے ہیں مگر خلیفہ تو نہ معاویہؓ تھے اور نہ یزید۔"

(خلافت راشدہ صفحہ ۳۰)

"تاریخ میں لکھا ہے کہ یزید کے مرنے کے بعد اُس کا بیٹا تخت نشین ہوا جس کا نام بھی اپنے دادا کے نام پر معاویہ ہی تھا تو لوگوں سے بیعت لینے کے بعد وہ اپنے گھر چلا گیا اور چالیس دن تک باہر نہیں نکلا۔ پھر ایک دن وہ باہر آیا اور منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں سے کہنے لگا کہ میں نے تم سے اپنے ہاتھوں پر بیعت لی ہے مگر اس لئے نہیں کہ میں اپنے آپ کو تم سے بیعت لینے کا اہل سمجھتا ہوں ......
...... اے لوگو یہ اچھی طرح سُن لو کہ میں اس منصب کا اہل نہیں ہوں اور میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ میرا باپ اور میرا دادا بھی اس منصب کے اہل نہیں تھے۔ میرا باپ حسینؓ سے درجہ میں بہت کم تھا اور اُس کا باپ حسنؓ، حسینؓ کے باپ سے کم درجہ رکھتا تھا۔"

(تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۳۳۳)

یہ کتنی تابناک شہادت اس بات کی ہے کہ یزید کی خلافت پر دوسرے لوگوں کی رضامندی تو الگ رہی خود اس کا اپنا بیٹا بھی اس سے متفق نہ تھا۔

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ آپ کے بعد خلافت تیس سال تک قائم رہے گی۔ اس کے بعد ملوکیت ہوگی اور تاریخ سے ثابت ہے کہ خلافت راشدہ کا یہ عرصہ ۳۰ سال تک ممتد ہے۔ لہذا اگر ہم ان اُموی و عباسی ملوک کو خلفاء مان لیں تو کیا اس سے رسول اللہ صلعم کے فرمان کی تکذیب لازم نہیں آتی؟ آپؐ ہی نے تو یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ خلافت راشدہ کا دَور ختم ہو کر جابر بادشاہوں کا دَور شروع ہو جائے گا اور یہ پیشگوئی حالات پر سو فیصد منطبق ہوتی ہے۔ تواریخ سے ثابت ہے امیر معاویہؓ نے ازخود یزید کو اپنا جانشین بنانے کا کبھی ارادہ نہیں کیا۔ بلکہ مغیرہ بن شعبہ نے انہیں یزید کی نامزدگی کرنے کی طرف توجہ دلائی تھی جیسا کہ لکھا ہے:۔

"اس میں شک نہیں کہ امیر معاویہؓ کو مغیرہ بن شعبہ ہی نے ایک ایسے کام پر آمادہ کیا جس سے آئندہ مسلمانوں میں باپ کے بعد بیٹا بادشاہ ہونے لگا اور شوریٰ و انتخاب کا دستور جاتا رہا۔ یزید امیر معاویہؓ کا بیٹا تھا باپ کو بیٹے کے ساتھ محبت ہونا اور باپ کا بیٹے کی حکومت و عزت بڑھانے کے لئے کوشش کرنا ایک فطری تقاضہ ہے۔ اس لئے امیر معاویہؓ کچھ نہ کچھ معذور بھی سمجھے جا سکتے تھے لیکن مغیرہ بن شعبہ کی طرف سے کوئی معذرت پیش نہیں ہو سکتا۔" بحوالہ (تاریخ اسلام حصہ دوم مصنف مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی صفحہ ۳۰۶)

اسی طرح آگے چل کر مزید یوں لکھا ہے:۔

"حضرت امیر معاویہؓ کا اپنی زندگی میں یزید کے لئے بیعت لینا ایک سخت غلطی تھی۔ یہ غلطی غالباً محبت پدری کے سبب ان سے سرزد ہوئی لیکن مغیرہ بن شعبہ کی غلطی سے بھی بڑھکر ہے کیونکہ اس غلطی کا خیال اور اس پر عامل ہونے کی جرأت مغیرہ بن شعبہ کی تحریک کا نتیجہ تھا، اس لئے حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا ہے کہ مغیرہ بن شعبہ نے مسلمانوں میں ایک ایسی رسم جاری ہونے کا موقعہ پیدا کر دیا جس سے شوریٰ جاتا رہا اور باپ کے بعد بیٹا بادشاہ ہونے لگا۔"

(تاریخ اسلام حصہ دوم صفحہ ۵)

یہ ہیں وہ شواہد جو تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ کے لئے محفوظ ہیں۔ رہا یہ سوال کہ صحابہؓ نے یزید کا ساتھ کیوں دیا؟ تو اس کا جواب ابن خلدون کے الفاظ پڑھئے:۔

"اور اگر ولی عہدی کا مقصد یہ ہو کہ باپ کی میراث اولاد میں محفوظ رہے تو یہ مقاصد دینی سے خارج ہے۔ اس لئے کہ خلافت و سلطنت اللہ تعالےٰ کی عنایت ہے جسے چاہے دے۔ والی سلطنت کا فرض یہی ہے کہ جہاں تک ہو سکے حسن نیت پر کاربند رہے اور مناصب دینی کو خبیثیت و نفسانیت سے بچائے۔ والملک للہ یؤتیہ من یشاء۔ چونکہ ولی عہد کے متعلق بہت سی باتیں قابل توجہ ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم انہیں بیان کر کے براہ خود سلک حقہ کی تفصیل کریں۔ اوّل یہ کہ زمانہ خلافت میں یزید سے جو فسق و فجور سرزد ہوا کیا معاویہ کو ولی عہدی کرتے وقت یزید کے اس فسق و فجور کا علم ہوتا۔ حاشا وکلا وہ اس سے بزرگ تر ہے کہ اس کی نسبت یہ خیال کیا جائے۔ معاویہ تو اپنی زندگی میں یزید کو گانا سننے سے بھی سرزنش اور منع کرتا رہا...... جب یزید کبائر کا مرتکب ہوا اور مسلمانوں کو عام طور پر اس کا علم ہو گیا تو صحابہ کی رائے اس کے متعلق مختلف ہو گئی۔ بعض نے اس پر خروج کرنے اور نقض بیعت کو واجب سمجھا...... بعض صحابہ نے یہ خیال کیا کہ خروج و نقض بیعت سے فتنہ برپا ہوگا اور مسلمانوں میں تلوار چلیگی اور پھر بھی یزید سے عہدہ برآ نہ ہو سکیں گے خروج و نقض بیعت کو پسند نہ کیا کیونکہ اس وقت میں تمام بنی امیہ اور قریش کے با اقتدار لوگ یزید کے طرف دار تھے"

(مقدمہ ابن خلدون کا اردو ترجمہ حصہ دوم ص ۱۹۱)

اعتراض کرنے والے دوست نے ایک حدیث بخاری کا سہارا لے کر یزید بن معاویہ کو معصوم عن الخطاء اور اس کے کریکٹر کے متعلق تاریخی حقائق کو محض ایک افسانہ قرار دیا ہے۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ محض صحابی ہونے یا کسی غزوہ میں شریک ہونے سے کسی شخص کی اعمال صالحہ بجالانے سے چھٹی نہیں ہو جاتی خود آنحضور صلعم کا واضح فرمان ہے انما الاعمال بالخواتیم۔ کہ اعمال کا دار و مدار نیک انجام پر ہے۔ اسی طرح فرمان نبویؐ ہے کہ جس طرح قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کے ان صحابہ کے بارہ میں سوال کیا جائے گا جن کو جنت کی کنجیوں کے مل جانے کا وعدہ دے رکھا تھا۔ مگر بعد میں وہ اس وعدہ کے نا اہل ثابت ہوئے ان میں سے کسی نے حضرت عیسیٰؑ پر لعنت کی اور کسی نے رشوت لے کر آپ کو پکڑوا دیا۔ اس امر کا ذکر کرنے کے بعد آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب میری امت کے کچھ لوگ دوزخ کی طرف لے جائے جائیں گے تو میں بھی کہوں گا کہ اُصَیْحَابِیْ یعنی خدایا! یہ تو میرے صحابہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملے گا اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ۔ تو نہیں جانتا کہ تیرے بعد انہوں نے کیا کیا بدعتیں اختراع کیں۔

(بخاری کتاب التفسیر جلد ۳ ص ۹)

پس جہاں اس میں شک نہیں کسی کار خیر میں شرکت اپنی جگہ پر انسان کو ثواب کا مستحق بنا دیتی ہے وہاں اگر اس شخص کو ثبات قدم، حسن انجام اور خاتمہ بالخیر میسر نہ آئے بلکہ وہ ایسے اعمال میں مبتلا ہو جائے جو اس کے نیک اعمال کے حبط ہو جانے کا موجب ہوں تو اس کے بارہ میں آپ کون سی گارنٹی پیش فرماتے ہیں؟ پیشگوئی کا اطلاق بالکل بجا ہے لیکن مستثنیات کا بھی امکان ہر جگہ رہتا ہے صحیح علم خدا کو ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اب آئیے ہم آپ کو تاریخ کی روشنی میں قسطنطنیہ کا بھی صحیح نقشہ دکھاتے ہیں۔ لکھا ہے:۔

"سنہ ۴۸ھ میں حضرت امیر معاویہؓ نے قیصر کی طاقتوں کا اندازہ کرنے کے بعد مناسب سمجھا کہ اب قیصر کے دار السلطنت قسطنطنیہ پر بحری حملہ کر کے قیصری رعب کو مٹا دیا جائے اور آئندہ کے لئے عیسائیوں کے حوصلوں کو ایسا پست کیا جائے کہ وہ اسلامی حدود کی طرف نظر بھر کر نہ دیکھ سکیں۔ انہوں نے قسطنطنیہ پر فوج کشی کرنے کا ارادہ مصمم فرما کر مکہ و مدینہ میں بھی اعلان کرا دیا کہ قسطنطنیہ پر مسلمانوں کا حملہ ہونے والا ہے۔ صحابہ کرامؓ میں چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مشہور تھی اور سب کو معلوم تھا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ

"پہلا لشکر میری امت کا جو قیصر کے شہر پر حملہ آور ہوگا وہ مغفور یافتہ ہے"

لہذا صحابہ کرامؓ میں سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، حسین بن علیؓ، ابو ایوب انصاریؓ وغیرھم وغیرہ مغفرت کے شوق میں آ آ کر شریک لشکر ہوئے ایک عظیم الشان لشکر مرتب ہو گیا تو سفیان بن عوف کی سپہ سالاری میں قسطنطنیہ کی جانب روانہ کیا۔ سفیان بن عوف کی ماتحتی میں اپنے بیٹے یزید کو بھی جو صائفہ فوج کا افسر تھا ایک حصہ فوج کا سپہ سالار بنا کر روانہ کیا یہ لشکر بحری راستے سے روانہ ہوا اور ایک حصہ بری راستے بھی قسطنطنیہ کی جانب روانہ کیا گیا۔ مسلمانوں نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا۔ چونکہ فصیل شہر مضبوط اور شہر کا محل وقوع قدرتی طور پر بے حد مضبوط تھا لہذا یہ محاصرہ اور مسلمانوں کا حملہ کامیاب نہ ہو سکا بعض بڑے بڑے جانباز شیر مرد اسلامی لشکر کے شہید ہوئے"

(بحوالہ تاریخ اسلام حصہ دوم مصنفہ مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی ناشر مکتبہ دیوبند ص ۳۹)

"تاریخ الامت حصہ ہفتم مصنفہ مولانا حافظ محمد اسلم جیراجپوری کے مطابق مسلمانوں نے قسطنطنیہ پر نو بار حملہ کئے پہلا حملہ امیر معاویہ کے عہد میں سفیان بن عوفؓ کی سپہ سالاری میں اور نواں آخری حملہ محمد ثانی کا تھا جس میں یہ شہر فتح ہو گیا"

(ملاحظہ ہو تاریخ الامت حصہ ہفتم ص ۳۲)

وما علینا الا البلاغ

گورونانک جی مہاراج

حضرت مرزا غلام احمد جی مہاراج کی نظر میں

بود نانک عارف و مرد خدا ۔ راز ہائے معرفت را راہ کشا

جماعت احمدیہ کے سنستھاپک حضرت مرزا غلام احمد جی مہاراج نے جناب گورونانک جی مہاراج کے بارہ میں جو چار پرکٹ کئے ہیں وہ بہت ہی ادبھت ہیں۔ آپ کے وچاروں کے مطابق گورونانک جی مہاراج رب کے پیارے اور سچے مسلمان ہی نہیں تھے بلکہ وہ اسلامی اصطلاح کے مطابق اللہ کے ولی (خدا کے دوست) تھے۔ سکھ ودوان بھی یہ وچار رکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد جی نے گورونانک جی کو اپنا گورو سمجھ کر پیار اور ستکار دیا ہے اور آپ کی جماعت یعنی جماعت احمدیہ بھی آپ کو اپنا گورو سمجھ کر پیار اور ستکار دیتی ہے۔ اور آپ کو ولی اللہ سمجھتی ہے۔ سردار پیارا سنگھ جی پدم نے ایک مضمون میں لکھا ہے

"احمدی فرقہ وہ مسلمان ہیں جن کا مرکز قادیان (مشرقی پنجاب) ہے یہ مسلمان جہاں حضرت محمد صاحب اور قرآن شریف کی تعلیم کو مانتے ہیں۔ وہاں دوسرے مذاہب اور فرقوں کے رہنماؤں کو بھی خدا کا ہی روپ کہتے ہیں اور ان کے مذہبی رہنماؤں کی عزت کرتے ہیں"

(قومی سندیش ۲۳ اگست ۱۹۵۳ء)

بھائی موہن سنگھ صاحب وید ترنتارن نے ساٹھ برس پیشتر حضرت مرزا غلام احمد بانی سلسلہ احمدیہ کی مشہور کتاب "ست بچن" کے متعلق اپنے خیالات یوں ظاہر کئے تھے۔

"مرزا صاحب قادیانی نے ایک کتاب "ست بچن" بھی پچھلے دنوں بنائی تھی جس میں انہوں نے شری گورونانک صاحب کو پیروں میں سے پیر اولیاؤں میں سے اولیاء بتا کر تعریف کی تھی"

(من ست ہار ۔ ص ۸)

ایک اور سکھ ودوان کا قول ہے

"مسلمان اور خاص کر احمدی مسلمان گورونانک کو کامل مرشد مانتے ہیں"

(سنت سپاہی مارچ ۱۹۵۹ء)

شاہراہ غلبۂ اسلام پر

ہماری کامیاب تبلیغی اور تربیتی مساعی

لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ ساگر کا پہلا سالانہ اجتماع

محترمہ فہیم النساء صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ ساگر (کرناٹک) رقمطراز ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمیں مورخہ ۲۵/۱۰/۸۶ کو ناصرات الاحمدیہ کے اور مورخہ ۲۶/۱۰/۸۶ کو لجنہ اماء اللہ کے پہلے دو روزہ سالانہ اجتماع کے انعقاد کی توفیق ملی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ سالانہ رپورٹ کارگزاری پیش کئے جانے کے علاوہ دونوں روز ناصرات اور لجنہ کے علیحدہ علیحدہ تلاوت قرآن کریم، حفظ قرآن، خوش الحانی، تقاریر اور دینی معلومات کے مقابلے کرائے گئے۔ اور نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی ممبرات کو بصورت نقدی انعامات کا مستحق قرار دیا گیا۔ مگر یہ امر باعث مسرت ہے کہ ایسی تمام ممبرات ناصرات و لجنہ نے اپنے اپنے انعامات کی رقوم اپنی خوشی سے "سیدنا بلال فنڈ" میں ادا کر دیں۔ فجزاھن اللہ خیراً۔ مقابلہ جات میں ججمنٹ کے فرائض خاکسار اور مکرمہ نازیہ شمیم صاحبہ آف شموگہ نے ادا کئے۔

احمدیہ مسلم مشن جموں کی خوش کن تبلیغی مساعی

مکرم مولوی عبدالرشید صاحب ضیاء مبلغ سلسلہ جموں تحریر کرتے ہیں کہ عرصہ زیر رپورٹ میں جموں سے شائع ہونے والے ۱۷ اخبارات کے مدیران سے ملاقات کر کے انہیں جماعتی لٹریچر دیا گیا اور مسجد احمدیہ مردان (پاکستان) کی شہادت کے سانحہ کی تفاصیل مہیا کی گئیں جنہیں ۱۴ اخبارات نے مؤثر پیرائے میں شائع کیا۔ اس اندوہناک سانحہ سے متعلق ایک احتجاجی مراسلہ مرکزی وزیر سیاحت جناب مفتی محمد سعید صاحب سے ملاقات کر کے ان کی خدمت میں پیش کیا گیا جس کے جواب میں موصوف نے حکومتی سطح پر ہر ممکنہ تعاون کا یقین دلایا۔ وزیر موصوف سے ہماری ملاقات کی خبر اخبار "ریڈ وائس" نے شائع کی۔

قرآن کریم کے ڈوگری ترجمہ کے سلسلہ میں نیشنل ریسرچ لیبارٹری کے آرٹسٹ شری او۔ پی۔ شرما اور ہیڈ آف دی ڈوگری ڈیپارٹمنٹ جموں یونیورسٹی شریمتی ڈاکٹر چمپا شرما سے ملاقات کی گئی اور انہیں جماعتی لٹریچر پیش کیا گیا۔ ہر دو نے ڈوگری ترجمۂ قرآن کے تعلق میں مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ علاوہ ازیں متعدد دوسرے تعلیم یافتہ اور ذی اثر افراد سے رابطہ قائم کیا گیا اور ان تک پیغام حق پہنچایا گیا جس کے نتیجہ میں ایک دوست کو قبول احمدیت کی سعادت بھی عطا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے اور ہماری حقیر مساعی کو بار آور کرے۔ آمین

جماعت احمدیہ گلبرگہ کے زیر اہتمام جلسہ پیشوایان مذاہب کا انعقاد

مکرم قریشی عبدالحکیم صاحب ایم اے آڈیٹر گلبرگہ یونیورسٹی گلبرگہ (کرناٹک) تحریر فرماتے ہیں کہ مورخہ ۱۷/۱۰/۸۶ کو مکرم غلام محی الدین صاحب مرحوم کے مکان پر جلسہ یوم پیشوایان مذاہب منعقد کیا گیا جس کی صدارت مکرم غلام حمید الدین صاحب نے فرمائی۔ مکرم غلام ناظم الدین صاحب کی تلاوت قرآن کریم کے بعد خاکسار قریشی عبدالحکیم، مکرم استاد عبدالحفیظ صاحب، مکرم غلام ناظم الدین صاحب اور صدر اجلاس نے مناسب موقعہ تقاریر کیں۔ اجتماعی دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

ڈگری کالج شاہجہانپور میں مبلغ احمدیت کی تقریر

مکرم منور احمد خان صاحب ناظم تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ شاہجہانپور لکھتے ہیں کہ مورخہ ۸/۱۰/۸۶ کو مقامی ڈگری کالج میں آریہ سماج کی طرف سے ایک سرو دھرم سمیلن کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں منتظمین کی جانب سے مذہب اسلام کی نمائندگی کے لئے مکرم مولوی تنویر احمد صاحب خادم مبلغ سلسلہ کو مدعو کیا گیا۔ موصوف نے اس سمیلن میں کتب مقدسہ کی روشنی میں باہمی بھائی چارہ اور قیام امن کے موضوع پر برجستہ تقریر کی جو سامعین کی دلچسپی کا باعث بنی۔ آریہ سماج کے پردھان نے بطور خاص مکرم مولوی صاحب موصوف کا شکریہ ادا کیا۔ بریلی سے نکلنے والے کثیر الاشاعت اخبار "امر اجالا" نے بھی اس تقریر کے بارہ میں خبر شائع کی۔

زیر تعمیر مسجد احمدیہ کنڈور کے لئے احباب و مستورات کا مثالی وقار عمل

مکرم مولوی حمیدالدین صاحب شمس مبلغ سلسلہ حیدرآباد اطلاع دیتے ہیں کہ علاقہ وارنگل (آندھرا) کی پہلی نو مبائع جماعت کنڈور نے بفضلہ تعالیٰ ایک کشادہ اور خوبصورت مسجد احمدیہ زیر تعمیر ہے جس کے لئے مقامی افراد جماعت نے نہ صرف زمین مہیا کی بلکہ اس پر دیوار اور کی حد تک تعمیر کے اخراجات بھی از خود برداشت کئے۔ مرکزی مالی تعاون سے مورخہ ۱۳/۱۰/۸۶ کو اجتماعی دعا کے بعد چھت کے لینٹر ڈالے جانے کے کام کا آغاز ہوا لیکن ابھی ہنوز نصف لینٹر بھی نہ پڑ پایا تھا کہ شام ہو گئی اور مزدوروں نے کام کرنے سے انکار کر دیا۔ ایسے مرحلہ پر کام کا رک جانا یقیناً پریشان کن تھا۔ جونہی کنڈور کے نو مبائعین احباب اور مستورات کو اس کا علم ہوا۔ بلا تفریق مرد و زن جائے تعمیر پر پہنچ گئے اور ایک ایسے دلی جذبہ کے ساتھ کام میں جٹ گئے کہ جو کام مزدور دو گھنٹہ میں نہیں کر پائے تھے وہ صرف دو گھنٹوں میں مکمل ہو گیا۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ خیراً۔

دلچسپ تبلیغی پروگرام

مکرم مولوی سید قیام الدین صاحب برق مبلغ سلسلہ علاقہ دلہوزی حال قادیان رقمطراز ہیں کہ مورخہ ۲۳/۱۰/۸۶ کو خاکسار اور مکرم قاری نواب احمد صاحب گنگوہی ایک تبلیغی پروگرام کے تحت امرتسر کے لئے روانہ ہوئے۔ جہاں سب سے پہلے ریلوے اسٹیشن پر موجود پاکستانی مسافروں اور بعض ہندوستانی مسلمان بھائیوں کو پیغام حق پہنچایا گیا اور انہیں بغرض مطالعہ جماعتی لٹریچر اور اخبار بدر دیا۔

ریلوے اسٹیشن سے فارغ ہو کر ہم جامع مسجد خیر الدین ہال بازار امرتسر پہنچے جہاں کے پیش امام مولانا داؤد صاحب اور وہاں پر موجود مسلمان بھائیوں سے احمدیت پر تبادلہ خیالات کیا گیا۔ اور انہیں قادیان آنے کی دعوت دی بفضلہ تعالیٰ یہ مختصر سا تبلیغی پروگرام بہت کامیاب رہا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

رپورٹ یوم تبلیغ جماعت احمدیہ اٹاوہ

مکرم مولوی محمد عمر صاحب تیماپوری مبلغ اٹاوہ رقمطراز ہیں کہ مورخہ ۱۴/۱۰/۸۶ کو یوم تبلیغ کا پروگرام باجماعت نماز تہجد کی ادائیگی سے شروع ہوا۔ بعدہٗ صبح ۱۰ بجے سے دوپہر اڑھائی بجے تک سٹیٹ بینک آف انڈیا اٹاوہ کے چوراہے پر احمدیہ بک اسٹال لگایا گیا۔ وہاں سے کچھ فاصلہ پر عیسائیوں کا ایک عام سمیلن ہو رہا تھا جس میں دور دور سے مندوبین آئے ہوئے تھے موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پُر امن ماحول میں کثیر افراد میں لٹریچر تقسیم کیا گیا اور کچھ قیمتاً بھی دیا گیا۔ بعض افراد تک زبانی تبلیغ کے ذریعہ بھی احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔

پونہ (مہاراشٹر) میں یوم تبلیغ

مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر مبلغ انچارج بمبئی رقمطراز ہیں کہ پونہ سے مکرم منیر احمد صاحب عجب بشیر صدر جماعت احمدیہ پونہ کی تبلیغی سرگرمیوں کی وجہ سے وہاں ان کی کافی مخالفت ہو رہی ہے اور بعض شر پسند عناصر انہیں تنگ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں پولیس کمشنر اور دیگر اعلیٰ افسران سے ملاقات و رابطہ قائم کئے جانے پر حکام نے ان کی مدد کی اور شر پسند عناصر کی باز پرس کی گئی۔ ان حالات میں مکرم صدر صاحب کی خواہش پر خاکسار مورخہ ۸ نومبر کو پونہ پہنچا باہمی مشورہ سے ۹ اور ۱۰ نومبر کو یوم تبلیغ منایا گیا۔ جس میں خاکسار کے ساتھ مکرم منیر احمد صاحب عجب بشیر، مرزا کلیم احمد اور [illegible] صاحب نے دونوں روز نہایت محنت سے ناناپیٹھ، کوارٹر گیٹ، بھوانی پیٹھ، گرو [illegible] چوک، ایم جی روڈ، بلارڈ پیئر، پونہ اسٹیشن، کیمپ [illegible] علاقوں میں لٹریچر تقسیم کیا اور بہت سے افراد تک پیغام حق پہنچایا۔ [illegible] میں زیادہ تر [illegible] پنجابی اور انگریزی میں اور قریباً ۵۰۰ کتب ہندی [illegible] تقسیم کی گئیں۔ عثمانیہ مسجد کے گیٹ پر مسلمان احباب اس وقت بہت متاثر ہوئے جب انہیں [illegible] دوستوں کو ہم نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی [illegible] پنجابی ترجمہ پیش کیا۔ مسلمان تعجب سے دریافت کرنے لگے کہ آپ ان لوگوں کو بھی [illegible] بتایا ہم نے کہا کہ اسلام تو ساری دنیا کے لئے [illegible]

"ہم سب کو اس حیات بخش روحانی پیغام سے روشناس کرائیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر کوششوں کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے آمین۔"

حسنات دارین حاصل کریں

از محترم ناظر صاحب اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت کے نام سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اہم اور خصوصی پیغام کے نتیجہ میں اپنے لازمی چندہ جات کے بجٹ سال رواں ۸۷-۱۹۸۶ء میں اضافہ کرنے والی مخلص جماعتوں اور افراد کی فہرست نظارت بیت المال آمد کی طرف سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بغرض دعا بھجوائی گئی تھی۔ جس کو ملاحظہ فرمانے کے بعد حضور انور نے جزاہم اللہ احسن الجزاء کے دعائیہ کلمات رقم کرکے تحریر فرمایا ہے کہ:۔

(۱):۔ "ہندوستان کی جماعتیں اپنے مالی قربانی کے معیار کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ جلد اپنے اعلیٰ معیار کو چھونے لگیں۔ اور پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ انہیں قربانی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین"

(۲):۔ "پیغام کی اشاعت اور تقسیم کی اطلاع ملی۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ خدا تعالیٰ اس کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ اور ہر ایک احمدی کو تقویٰ کے ساتھ شرح کے مطابق چندہ ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ پھر دیکھیں کس طرح یہ سعادت دونوں جہانوں کی حسنات سے آپ کا دامن بھر دیتی ہے"

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اظہار خوشنودی پر مشتمل ان ارشادات گرامی کی روشنی میں نظارت ہذا لازمی چندہ جات کے بجٹوں میں اضافہ کرنے والی جماعتوں اور افراد کی خدمت میں پُرخلوص دلی مبارکباد پیش کرتی ہے اور بارگاہِ رب العزت میں دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اموال اور نفوس اور جذبۂ خلوص و ایثار میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے۔ آمین

اس کے ساتھ ہی ان تمام افراد اور عہدیداران جماعت جنہوں نے حضور انور کا روح پرور اور بصیرت افروز پیغام پڑھنے اور سننے کے باوجود تاحال اپنے لازمی چندہ جات کو باشرح کرنے کی طرف توجہ نہیں دی ہے کی خدمت میں بعد عجز و نیاز یہ درخواست بھی کرتی ہے کہ وہ خدارا اپنی اہم جماعتی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ اور اپنی مالی قربانی کو صحیح معیار کے مطابق کرکے حضور انور ایدہ اللہ کی دعاؤں اور خوشنودی کا حاصل کرنے کے علاوہ حسنات دارین سے اپنی جھولیاں بھر لیں۔

احباب جماعت کو ہمیشہ یہ حقیقت اپنے ذہنوں میں مستحضر رکھنی چاہیئے کہ کسی بھی رنگ میں خدمت دین کی سعادت حاصل ہونا بذات خود انسان کی خوش قسمتی اور خوش بختی کی دلیل ہے۔

جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ سلسلہ ہے۔ جس نے بہر حال ترقیات اور کامیابیوں سے ہمکنار ہونا ہے۔ سلسلہ کی خدمت کے لئے (خواہ مالی قربانی سے تعلق رکھتی ہو یا جانی قربانی سے) اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پہلے بھی فدائی پیدا ہوتے رہے ہیں۔ اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔ ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ نے احباب جماعت کو صحیح معیار کے مطابق مالی قربانیاں کرنے کی اہم ذمہ داری کی طرف متوجہ کر کے یقیناً ہم سب احباب جماعت پر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔ پس مبارک ہے وہ بھائی جو اپنے پیارے امام کی اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے پوری دلی بشاشت اور انشراح صدر کے ساتھ اپنے ذمہ لازمی چندہ جات کی باشرح ادائیگی میں التزام اور مداومت اختیار کرتا ہے۔ اور مالی قربانی کے جہاد میں ہمیشہ تقویٰ کے پہلو کو مدنظر رکھتا ہے۔ میں ایسے تمام مخلصین جماعت کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک الفاظ میں یقین دلاتا ہوں کہ یہ سعادت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دونوں جہانوں کی حسنات سے ان کے دامن مراد کو بھرنے کا موجب ہوگی۔ انشاء اللہ۔

پس جملہ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ حضور انور کے پیغام کو بار بار پڑھیں اور سنیں۔ اور تبلیغی، تربیتی اور مالی قربانی کے میدان میں حضور انور افراد جماعت کو جس اعلیٰ و ارفع معیار پر دیکھنا چاہتے ہیں اس کو حاصل کرنے کا عزم صمیم کر کے اپنی کوششوں میں تیزی پیدا کریں۔ نیز عہدیداران جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ بھی ان عظیم مقاصد کے حصول کے لئے اولاً خود افراد جماعت کے لئے نیکی۔ تقویٰ اور مالی قربانی کے اعتبار سے ایک نیک مثال قائم کریں۔ اور پھر افراد جماعت کی فلاح و بہبود اور جماعت کی ترقی کے لئے پروگرام بنا کر اس کو عملی جامہ پہنائیں۔ تواتر کے ساتھ تربیتی اجلاسات منعقد ہوں۔ باجماعت نمازوں میں خدام۔ انصار۔ اطفال کی سو فیصدی حاضری ہو۔ درس و تدریس کا بابرکت سلسلہ شروع کیا جائے۔ تبلیغی پروگرام بنائے جائیں۔ اور حضور انور کے منشاء مبارک کے مطابق جماعت کا ہر فرد چلتا پھرتا آنریری مبلغ بن جائے۔ تا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے نتیجہ میں اسلام کی موعود فتح اور غلبہ کی عظیم الشان پیشگوئیوں کو ہم اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھ سکیں۔ اور سیدنا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین۔ اسلام۔ جلد ساری دنیا پر غالب آجائے۔ آمین ؎

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ حالت شود پیدا

اللہ تعالیٰ تمام افراد جماعت کو اپنے عظیم روحانی منصب اور مقام کی آگہی عطا کرے۔ اور اس سے وابستہ اہم جماعتی ذمہ داریوں کو بطریق احسن پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ✤

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد

بقیہ صفحہ اول

اجلاس کی دوسری تقریر مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور اس کی تاثیرات"

آپ نے بتایا قوت قدسیہ سے مراد پاکیزگی کی وہ قوت ہے جس کی بدولت انسان ہر قسم کی برائی اور گندگی سے محفوظ رہ سکے اور وہ اعلیٰ مقام حاصل کرے جس سے دوسرے فائدہ اٹھا سکیں۔ آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے زمانہ میں مبعوث ہوئے جبکہ تمام دنیا ظھر الفساد فی البر والبحر کا خوفناک نظارہ پیش کر رہی تھی۔ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو "قم فانذر" کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ آپؐ نے خدا کی اس آواز پر لبیک کہا۔ ابتداءً آپؐ اگرچہ گھبرائے لیکن اس اہم فریضہ کو بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ اور رفتہ رفتہ صحابہؓ میں ایک ایسا عظیم روحانی انقلاب پیدا کیا کہ وہ توحید کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوگئے اور تلواروں کے سائے میں نعرہ ہائے تکبیر بلند کرنے لگے۔

اجلاس کی آخری تقریر مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل نائب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ نے کی آپ کی تقریر کا عنوان تھا۔ "حضرت محمد مصطفیٰ کے ارشادات اولاد کی تعلیم و تربیت کے بارے میں" موصوف نے چھوٹوں پر رحم، بڑوں کی واجبی عزت، بچپن سے ہی اولاد کی تربیت، نمازوں کی ترغیب، والدین کی اطاعت و فرمانبرداری اور یتامیٰ کی کفالت سے متعلق آنحضور صلعم کے متعدد ارشادات پیش کرکے اپنے مضمون کی وضاحت فرمائی اور آخر میں بتایا کہ حضورؐ کا یہ بھی معمول تھا کہ آپؐ ظاہری تدابیر اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ اولاد کی تعلیم و تربیت کے لئے دعاؤں پر بھی بہت زور دیا کرتے تھے۔ پس ہمارے لئے بھی ضروری ہے کہ جہاں ہم اولاد کی بہترین تعلیم و تربیت کے لئے آنحضور صلعم کی ہدایات اور اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہوں وہاں دعاؤں کے پہلو سے بھی کبھی غفلت نہ برتیں۔

آخر میں صدر جلسہ محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے ناظر اعلیٰ نے خطاب فرمایا جس میں موصوف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کے ضمن میں آپ کے بے مثال عفو و درگزر اور وسعت حوصلگی پر واقعاتی رنگ میں تفصیل سے روشنی ڈالی اور سامعین کو تلقین فرمائی کہ وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور اسوۂ حسنہ کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں۔

آخر میں موصوف نے چند دعاؤں کے اعلانات کئے اور اجتماعی دعا کروائی جس کے ساتھ ہی یہ بابرکت مجلس ٹھیک ساڑھے ۱۱ بجے اختتام پذیر ہوئی۔

قائدین متوجہ ہوں!

(۱):۔ مجلس اطفال الاحمدیہ کے فارم تجنید، فارم تشخیص بجٹ جلد از جلد دفتر مرکزیہ میں بھجوا دیں۔

(۲):۔ اسی طرح اطفال الاحمدیہ کے سیکرٹریان کو نامزد کر کے ان کی اطلاع بھی جلد از جلد دفتر مرکزیہ کو بھجوائیں۔

مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ

دینِ فطرت کی طرف — بقیہ اداریہ صفحہ (۲) سے

آئیے اس پر بھی لگے ہاتھوں اُچٹتی سی نظر ڈال لیں :-

● — کرشنا ربر انڈسٹریز نجف گڑھ روڈ دہلی کے مالک پرتاپ سنگھ نے خیال ظاہر کیا ہے کہ یہ ایک بڑا ہی نازک مسئلہ ہے اور اسے اسی صورت میں سُلجھایا جا سکتا ہے کہ ہمارا سماج اس کے بارے میں نہایت ہی سنجیدگی سے سوچے اور ان بیوگان کی تکلیفیں اور دُکھ اپنے اُوپر لے کر دیکھے۔

● — لُدھیانہ سے فریڈم فائٹرز ایسوسی ایشن کے جنرل سیکرٹری ہنسراج بھاٹیہ کی رائے ہے کہ میاں اور بیوی ایک گاڑی کے دو پہیئے ہیں۔ اُن میں سے اگر ایک ٹوٹ جائے تو گاڑی چل نہیں سکتی۔ مگر ہمارے ملک میں بیوی کی موت کے بعد آدمی شادی کرے تو کسی کو اعتراض نہیں ہوتا۔ جبکہ بیوہ کے معاملہ میں اس بات کو معیوب قرار دیا جاتا ہے یہ دقیانوسی خیال ہے۔ سماج کو خانہ برباد مرد اور بیوہ دونوں کو دوبارہ شادی کر لینے کا مشورہ دینا چاہیئے۔ دُوسری شادی کرنے میں کوئی گناہ نہیں بلکہ ایسا کرتے سے باعزّت زندگی بسر کی جا سکتی ہے۔

● — رعیہ منڈی ضلع امرتسر کے بزرگ امرناتھ جی لکھتے ہیں کہ وہ زمانہ گزر گیا جب لڑکی ساری عُمر جہنّم میں پڑی رہتی تھی۔ میرے خیال میں بیوہ کو دُوسری شادی ضرور کر لینی چاہیئے۔

● — بھیّا رام چندگر ہوترا۔ ابوہر کے خیال میں اگر عورت جوانی میں بیوہ ہو جائے تو اس کا بیاہ ضرور کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ فی زمانہ بیوہ کو در در کی ٹھوکریں اور رشتہ داروں کے طعنے سہتے رہنے پڑتے ہیں۔ رہا یہ سوال کہ دقیانوس اس کو کیسے برداشت کریں گے ؟ تو اس کے لئے بڑے لوگوں کو آگے آنا چاہیئے۔ انہیں اپنے عزیزوں کی دُوسری شادی سے گریز نہیں کرنا چاہیئے۔

● — انورچراغ مالیر کوٹلہ کی رائے ہے کہ عقدِ ثانی قدیم اور جدید دَور کا ایک اہم مسئلہ رہا ہے۔ کوئی ہم سفر جب کسی انجانے موڑ پر ساتھ چھوڑ دیتا ہے تو زندگی درد کی تنہائیوں میں سسک اُٹھتی ہے۔ ایسے میں کوئی کیا کرے ؟ بیتے دنوں کی یادیں آخر کب تک سہارا دے سکتی ہیں ؟ جب ہم سفر ہی ساتھ چھوڑ گیا تو پھر اُس کے قدموں کے نشان کب تک وفا کریں گے ؟ زندگی ایک حقیقت ہے خواب نہیں۔ حقیقت کو نظر انداز کرنا اپنے آپ سے غداری کرنا ہے۔ عقدِ ثانی ایک معاشرتی مسئلہ ہے اس کا حل بھی ہم کو اسی نظریہ سے تلاش کرنا چاہیئے۔

● — اس نقار خانے میں طوطی صفت صرف ایک سجن نونیت لال منوچہ مالک فینسی کلاتھ ہاؤس ریواڑی ہی ایسے ہیں جنہوں نے محض اس بُنیاد پر کہ ہندو گرنتھوں میں کہیں بھی عقدِ ثانی کا ذکر نہیں ملتا اسے بنکرار پاپ ہی نہیں بلکہ مہا پاپ قرار دیا ہے۔ ان کی خدمت میں بڑے ہی ادب کے ساتھ عرض ہے کہ اگر ہندو گرنتھوں میں دی گئی ہدایات ہی آپ کے لئے قابلِ عمل ہیں اور ان سے رُوگردانی اختیار کرنا مہا پاپ ہے تو پھر آج سارا ہندو سماج رسم "ستی" کے بارے میں رگوید اور منوسمرتی کی واضح اور تاکیدی ہدایات کو کُلّیتاً خیر باد کہہ کر اس مہا پاپ کا کیوں مرتکب ہو رہا ہے ؟ آپ کو چاہیئے کہ سب سے پہلے ستی کی اس رسم کو دوبارہ زندہ کریں، تب نہ بانس رہے گا نہ بنسری کے مصداق ہندو سماج میں نہ تو کوئی وِدھوا زندہ رہے گی اور نہ ہی اُسے پُنر وِواہ کے مہا پاپ کا مرتکب ہونا پڑے گا اور یوں سماج کا یہ مسئلہ از خود حل ہو جائے گا —— اس سلسلہ میں اُن سے ہماری دُوسری گزارش یہ ہے جس سے اُنہیں بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ شادی و بیاہ مرد اور عورت دونوں کی فطری ضرورت ہے۔ اگر وِدھوا کے لئے اس فطری احتیاج کو پُنر وِواہ کے ذریعہ پُورا کرنا مہا پاپ ہے تو پھر اسی احتیاج کو پُورا کرنے کے لئے انسان کا پہلی مرتبہ شادی و بیاہ کے بندھن میں بندھنا بھی مہا پاپ کے مترادف ہونا چاہیئے۔ جبکہ ہمارے سامنے تو شری رام چندر جی مہاراج، یوگیراج شری کرشن جی مہاراج، شری گورونانک دیوجی اور اُن جیسے ہزاروں دُوسرے رشیوں، مُنیوں اور سنتوں کا نمونہ اس رنگ میں موجود ہے کہ انہوں نے شادی شدہ زندگی بھی گزاری اور ایشور کے سچے بھگت بن کر دُنیا کو نجات کا راستہ بھی دکھایا۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ گھر اور گرہستی میں پڑے بغیر ایمان اور رُوحانیت کی تکمیل ممکن نہیں۔ اسی لئے اسلام نے اَلنِّکَاحُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ (حدیثِ نبویؐ) کے انتہائی جامع اور حکیمانہ الفاظ میں نکاح کو ایمان کا نصف حصّہ قرار دیا ہے جو اس کے دینِ فطرت ہونے کا ایک زبردست ثبوت ہے۔ ھُوَ الْمُرَاد ☆

(خورشید احمد انور)

ہر قسم اور ہر ماڈل کے

موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کیلئے (آٹو ونگس) کی خدمات حاصل فرمایئے۔

آٹو ونگس

AUTOWINGS

13-SANTHOME HIGH ROAD.
MADRAS-600004.
PHONE { 76360 / 74350

أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

(حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب :- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.

PH. 275475
RESI. 273903

CALCUTTA-700073.

اَلْخَیْرُ کُلُّهٗ فِی الْقُرْاٰنِ

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے۔

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA

PHONE:- 279203

CARDBOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.

CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.

15, PRINCEP STREET, CALCUTTA-700072.

محبت سب کے لئے
نفرت کسی سے نہیں

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

پیشکش :- سن رائز ربر پروڈکٹس ۲ ٹپسیا روڈ کلکتہ ۷۰۰۰۳۹

SUNRISE RUBBER PRODUCTS,

2-TOPSIA ROAD, CALCUTTA-700039.

ھُوَ النَّاصِرُ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

کراچی میں معیاری سونا کے زیورات بنوانے اور خریدنے کے لئے تشریف لائیں!

العروف جیولرز

۱۶۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ، حیدری، شمالی ناظم آباد کراچی

(فون نمبر:- ۶۱۷۰۶۹)

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوحِيْ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

{ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے }

پیشکردہ: کرشنا احمد گوتم احمد اینڈ برادرس، سٹاکسٹ جیون ڈریسز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک ۔۔۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر: شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر:۔ 294

"میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں!!"

(ارشاد حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

محتاج دعا:۔ اقبال احمد جاوید مع برادران ۔ جے۔ این روڈ لائنز اینڈ جے۔ این انٹرپرائسز

NO. 75, FARAH COMMERCIAL COMPLEX
J. C. ROAD, BANGALORE - 560002.
PHONE NO. 228666.

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" (ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ)

احمد الیکٹرانکس کورٹ روڈ۔ اسلام آباد۔ (کشمیر)

گڈلک الیکٹرانکس انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو۔ ٹی۔ وی۔ اوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس!

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ اُن کی تحقیر۔
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے اُن کی تذلیل۔
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔

(کشتی نوح)

M. MOOSA RAZA SAHEB & SONS.
6- ALBERT VICTOR ROAD FORT.
GRAM:- MOOSA RAZA } BANGALORE - 2.
PHONE:- 605558. }

"پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے"

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

(پیشکش)

SARA Traders
WHOLESALE DEALER IN HAWAI & PVC CHAPPALS.
SHOE MARKET, NAYAPOOL, HYDERABAD - 500002.
PHONE No. 522860.

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم ۱۳۱)

فون نمبر:۔ 42916 ٹیلیگرام "ALIED"

الائیڈ پروڈکٹس

سپلائرز:۔ کرشڈ بون۔ بون میل۔ بون سینیوس۔ ہارن ہونس وغیرہ

(پتہ)

نمبر ۲۴/۴/۲ ۔۲ مقابل کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن۔ حیدر آباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کمالاتِ نبوت ختم ہو گئے۔"

(الحکم ۱۰ / جون ۱۹۰۵ء)

NIR ®
CALCUTTA -15

پیش کرتے ہیں:۔

آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے